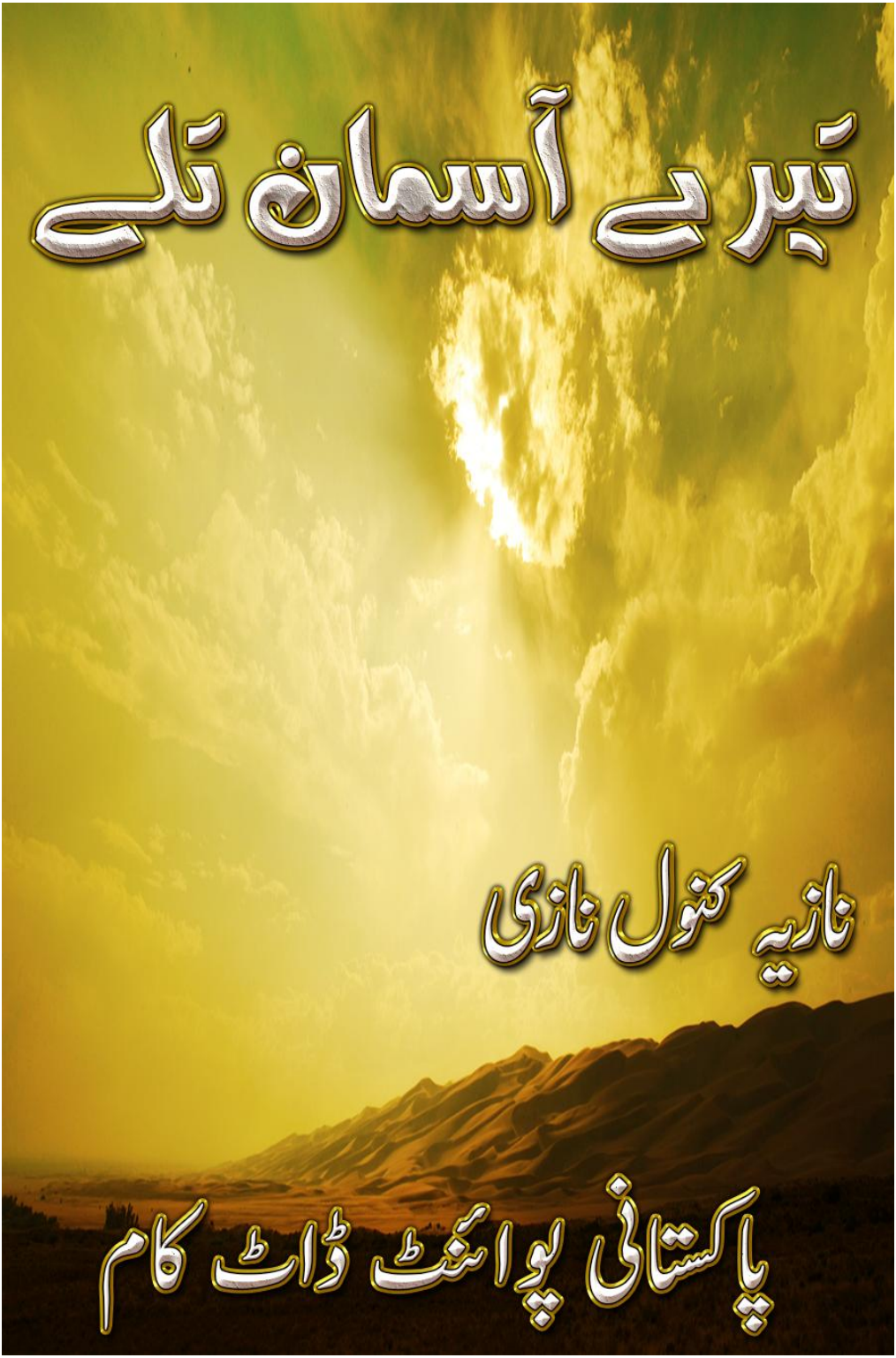
تیرے آسمان تلے
نازیہ کنول نازی
پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

تیرے آسماں تلے

نازیہ کنول نازی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

تیر آسمان تلک

کتابی شکل مشن: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود ناولز بالکل مفت ہیں۔اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تاکہ جو لوگ وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے،

سپر موڈز: صبا گل، لولا کائی ، ٹیم لیڈر ایم وائے صائم یا مینجمنٹ حسیب یا وقار سے رابطہ کریں،

شکریہ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مجھے کنارے کی کب تمنا

تجھے ہے دریا کے پار جانا

بپھرے دریا کی سرخ موجیں بتا رہی ہیں

خراج مانگے گا پھر سے دریا

جو میری مانو تو ایسا کر لو، مجھے

شریک سفر بنا لو

خراج مانگے جو تم سے دریا

مجھے بھنور میں اتار جانا

تیرا ضروری ہے پار جانا

وہ ابھی ابھی صبح کی سیر سے واپس لوٹا تھا۔ فضا میں خنکی پچھلے دنوں کی نسبت زیادہ تھی۔ عبیرہ نے کشادہ برآمدے کے جھروکوں سے اسے دیکھا۔ پھر فوراً دبے پاؤں اس کے پیچھے آتے ہوئے اس نے اپنے سرد ہاتھ اس کی آنکھوں پر رکھ دیئے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"بوجھو تو جانیں۔" ذرا سا آگے کو جھکتے ہوئے وہ شرارت سے مسکرائی تھی۔ سوید آزر نے جواباً اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لئے۔

"بیہ" تازہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر بھی تھی۔ عبیرہ احساس تفاخر سے مسکرا دی۔

"کب آئیں؟" اگلے ہی پل وہ اس کے ہاتھ چھوڑ کر ذرا سا جھکتے ہوئے اپنے پاؤں کو بوٹوں کی قید سے آزاد کر رہا تھا۔ عبیرہ کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے مقابل بیٹھ گئی۔

"رات عشاء کی نماز کے بعد آئی تھی۔

مگر یہاں آ کر پتہ چلا کہ جناب اپنے آفس کی طرف سے شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں اور یہ کہ رات دیر سے گھر واپس لوٹیں گے۔ تب مجبوراً انتظار سے تھک کر سونا پڑا۔"

"اوہ اگر مجھے خبر ہوتی کہ محترمہ بنا اطلاع کے میرے گھر تشریف فرما ہیں تو یقیناً جلدی آ جاتا۔ یا رات میں ہی نیند سے اٹھا لیتا۔ مگر چلو

خیر اب اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا ہوں میں۔ اب کیا ارادے ہیں تمہارے؟" دونوں جراہیں ہاتھوں میں لئے اب وہ اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عبیرہ کو بے ساختہ نگاہ چرانی پڑی۔

"سوید"!

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"جی جان سوید!" وہ اس کے چہرے پر واضح اضطراب کی کہانی پڑھ رہا تھا۔

عبیرہ کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے بھر آئیں۔

"کیا تم نہیں جانتے کہ اس وقت تمہارے گھر میں کیا چل رہا ہے؟"

"جانتا ہوں، مگر یہ نئی بات نہیں ہے میرے لئے۔ بچپن سے اب تک یہی ماحول دیکھتے بڑا ہوا ہوں۔ تم ٹینشن مت لو۔"

"نہیں چاند! تم اس طوفان سے باخبر نہیں ہو، جو کسی بھی وقت آ سکتا ہے۔ میں جانتی ہوں، روحیل انکل کو۔

وہ ضد کے بہت پکے ہیں۔ میں کچھ بھی غلط نہیں چاہتی۔ مجھ جیسی سو عبیرائیں میرے چاند پر قربان۔"

اس بار وہ رو پڑی تھی۔ سوید آزر نے لب بھینچ کر رُخ پھیر لیا۔

"تم بھول رہی ہو عبیرہ! کہ میں بھی انہی کا بیٹا ہوں۔ اگر وہ ضدی ہیں تو میری ضدی فطرت کا اندازہ بھی تمہیں بخوبی ہونا چاہئے۔"

"مجھے اندازہ ہے۔ مگر میں کسی بھی طور سے تمہارا نقصان نہیں چاہتی سوید! میں تمہیں اذیت میں نہیں دیکھ سکتی۔ تم نہیں جانتے یہ لوگ تمہارے ساتھ کیا کر سکتے ہیں۔ میں مزید

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

خالہ امی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔ سوید! مجھ سے یہ اذیت برداشت نہیں ہو رہی۔" اس کے آنسو پھر شدت سے بہنے لگے تھے۔

"ہوں ساری عمر کی اذیت سمیٹنے کا کہہ کر یہ تو مت کہو عبیرہ! کہ تم مجھے اذیت میں نہیں دیکھ سکتی تم نہیں جانتے یہ لوگ تمہارے ساتھ کیا کر سکتے ہیں۔ میں مزید خالہ امی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔

سوید! مجھ سے یہ اذیت برداشت نہیں ہو رہی۔" اس کے آنسو پھر شدت سے بہنے لگے تھے۔

"ہوں ساری عمر کی اذیت سمیٹنے کا کہہ کر یہ تو مت کہو عبیرہ! کہ تم مجھے اذیت میں نہیں دیکھ سکتیں۔

اور جہاں تک امی کی بات ہے تو وہ بھی نہیں چاہتیں کہ ان کا اکلوتا، ذہین و فطین بیٹا ایک پاگل لڑکی سے شادی کر کے جیتے جی مر جائے۔ کوئی ماں ایسا نہیں چاہ سکتی۔ وہ صرف مجبور ہیں اور میں اپنی زندگی ان کی مجبوری پر قربان نہیں کر سکتا۔" سوید کا لہجہ اٹل تھا۔ عبیرہ اپنے آنسو پی کر رہ گئی۔

"تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے سوید! یہ لوگ تم سے تمہارا سب کچھ چھین لیں گے۔ نکال دیں گے تمہیں اس گھر سے۔ اور تم جانتے ہو، اگر ایسا ہوا تو خالہ امی ایک دن بھی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

زندہ نہیں رہ سکیں گی۔ پھر کیا کرو گے تم؟ کہاں سے لاؤ گے اپنی مامتا؟ زندگی میں لڑکیاں بہت مل جاتی ہیں چاند! مائیں نہیں ملتیں۔" بھرّائے لہجے میں کہا عبیرہ کا یہ جملہ سوید کے دل پر گھونسے کی طرح لگا تھا۔

"مجھے جذباتی بلیک میل مت کرو عبیرہ! پہلے ہی بہت ڈسٹرب ہوں میں۔ اور تو شکستہ مت کرو۔ یہاں یہ سب لوگ کم تھے کہ تم بھی" دکھ سے اس کا گلا رُندھ گیا تھا۔ عبیرہ کا سر پھر جھک گیا۔

"شکستہ پا ہی تو نہیں کرنا چاہتی میں تمہیں۔ اسی لئے تو دیکھو خود اپنا دل لہولہان کر کے تمہیں کسی اور کی رفاقت کے لئے مجبور کرنے چلی آئی۔ تم کیا سمجھتے ہو سوید! کیا مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا؟ میں جو اتنی ٹچی ہوں تمہارے معاملے میں کہ ہوا کا تمہیں چھونا بھی برداشت نہیں ہوتا مجھ سے۔

کیسے، کس دل سے تمہیں کسی اور کا ہونے کو کہہ رہی ہوں۔ کیا تم نہیں سمجھ سکتے؟ تم صرف میری محبت نہیں ہو سوید! میری دھڑکن، میرا ایمان، میرا سکون، میری کل کائنات ہو تم۔ بہت جذباتی ہوں تمہاری محبت کے معاملے میں، میں۔ مگر میں خالہ امی سے بھی بہت پیار کرتی ہوں سوید! میری وجہ سے ان کی جان چلی جائے، مجھے مر کر بھی یہ بات گوارا نہیں ہو سکتی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وہ میری خالہ نہیں، ماں ہیں سوید! ایک حقیقی ماں بن کر ہی پالا ہے انہوں نے مجھے۔ ان کے آنسوؤں پر میں اپنی محبت تو کیا، سارا جہان وار دوں، پھر بھی کم ہے۔ اور پھر انہوں نے ہی مجھے بتایا ہے، وہ لڑکی قطعی اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہتی۔ سمجھو ٹوٹل پاگل ہے۔ تمہارے تو قریب بھی نہیں پھٹکے گی۔

یہ شادی صرف دکھاوا ہو گا سوید! اور کچھ نہیں۔

" وہ شاید قسم کھا کر آئی تھی کہ اسے قائل کر کے رہے گی۔ سوید اندر سے مسمار ہوتا تلخی سے مسکرا دیا۔

"تو تم یہ طے کر کے آئی ہو کہ مجھے ہرا کر رہو گی؟" "نہیں تمہیں ہارا ہوا ہی تو نہیں دیکھنا چاہتی میں۔

اسی لئے تو شیئر کر رہی ہوں۔

" " ٹھیک ہے۔ مگر ایک شرط پر ہتھیار پھینکوں گا میں۔"

اس بار گہری سانس بوجھل فضا کے سپرد کرتے ہوئے اس نے عبیرہ کا دل دھڑکایا تھا۔

" کیسی شرط "

"بہت انہونی نہیں ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

میری زندگی کسی اور کے ساتھ شروع ہونے سے پہلے تم مجھ سے نکاح کرو گی میری پہلی بیوی تم بنو گی۔

اگر منظور ہے تو ٹھیک ہے۔

میں بابا کی بات مان لیتا ہوں۔

اگر نہیں تو پھر ہونے دو جو ہوتا ہے۔

میں کسی کی کوئی بات نہیں مان رہا۔

"وہ ضدی تھا مگر عبیرہ کی محبت میں مخلص تھا۔

تبھی اس کی آنکھیں پھر ڈبڈبا گئیں۔ "ٹھیک ہے مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔"

"تو ٹھیک ہے۔

پھر جا کر کہہ دو ان لوگوں سے اندر کہ میں قربانی کے لئے تیار ہوں۔

انہیں جو اوزار تیز کرنے ہیں، کر لیں۔

" اس بار سرعت سے اپنی بات مکمل کر تا وہ پھر وہاں ٹھہرا نہیں تھا۔ عبیرہ سختی سے آنکھیں میچ کر مزید بہہ آنے والے آنسوؤں کو پیتی پھر کتنی ہی دیر وہاں بیٹھی روتی رہی۔

زندگی کبھی ایسے کسی امتحان سے دوچار کر دے گی، اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔

* * * * * * * * * * * * * *

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مومی! آزر بھیا آئے ہیں۔

کیا نہیں ملو گی؟

" وہ لان میں بیٹھی، جھولی سے ایک ایک پھول اٹھا کر اسے پتی پتی کر رہی تھی، جب مریم عباس اس کے قریب چلی آئی۔

اس کا سر بہت آہستگی سے نفی میں ہلا تھا۔ "نہیں۔"

"کیوں؟

کہاں تو ایک ایک پل ان کی آواز سننے کو پاگل ہوتی رہتی تھیں اور کہاں اب وہ واپس لوٹ آئے ہیں تو ملنا ہی گوارا نہیں۔

خیر تو ہے؟"

مریم کو اس کے 'نہیں' نے حیران کیا تھا۔

وہ بے زار بے زار سی اس کے قریب سے اٹھ گئی۔

" وہ بہت بدل گیا ہے مریم! اب اس میں وہ پانچ سال پہلے والی کوئی بات نہیں رہی۔"

" تم یہ کیسے کہہ سکتی ہو؟ "

"میں نے اسے دیکھا ہے مریم! اسے قرۃ العین کے سوا دنیا میں دوسری کوئی چیز دکھائی ہی نہیں دیتی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پانچ سال میں یہاں اُس کے لئے پل پل تڑپی ہوں، مگر وہ گھمنڈی، بے حس شخص اس نے ایک بار بھی تم سے یا کسی اور سے میرا نہیں پوچھا۔

اسے اپنی زندگی میں میرے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا مریم!" وہ آزردہ تھی۔ مریم دھیمے سے مسکرادی۔

" پاگل ہو تم اور کچھ نہیں۔ ایک طرف جنونی محبت کا دعوی اور دوسری طرف ایسی شدید بدگمانی ہائے کیا بنے گا میرے اکلوتے بھائی کا؟" اس کے مصنوعی آہ بھرنے پر وہ چڑی تھی۔

"محبت تو کرتی ہوں نا یار! وہ تھوڑی محبت کرتا ہے مجھ سے؟" " وہ بھی کرنے لگیں گے۔ کوشش جاری رکھو۔ قطرہ قطرہ پانی سے سنا ہے پتھر میں بھی شگاف پڑ جاتا ہے۔"

" تمہارا بھائی پتھر سے بھی بڑھ کر ہے، اچھا" " ہا، ہا، ہا میں تو تمہارے لئے صرف دعا ہی کر سکتی ہوں۔

آگے تمہارا نصیب۔

"مریم ہنسی تھی۔ مومی تپ کر ہاتھ میں پکڑے پھول کی پتیاں اس پر غصے سے اچھالتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئی جبکہ اوپر اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑا آزر عباس اُس کی اس حرکت پر نرمی سے مسکرادیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

* * * * * * * * * * * * *

عبیرہ لان سے اُٹھ کر اپنے کمرے میں واپس آئی تو اُس کے سارے جسم میں درد کی لہریں سر پٹخ رہی تھیں۔

آنکھیں یوں جل رہی تھیں گویا کچھ ہی دیر میں ان سے لہو ٹپکے گا۔

ڈھیلے ڈھالے انداز میں خود کو صوفے پر گرا کر اس نے آنکھیں میچ لی تھیں۔

اسے یاد آنے لگا تھا کہ جب وہ صرف چھ سال کی تھی تو اس کے محبوب بابا کی رحلت ہو گئی تھی، جس کے بعد اس کی ماں فضیلہ بی اسے ساتھ لے کر اپنے آبائی گاؤں اپنی بڑی بہن کے پاس چلی آئی تھیں۔

سوید اُن کی اسی بڑی بہن راحیلہ بی کا اکلوتا بیٹا تھا جس میں ان کی جان تھی۔

سوید کے بابا راحیل جعفری، اس کی ماں راحیلہ بی اور خالہ فضیلہ بی کے فرسٹ کزن تھے۔

شروع سے ہی راحیل جعفری کی ماں، راحیلہ بی اور فضیلہ بی کی ماں پر حاوی رہی تھی۔

کیونکہ وہ اس خاندان کی پہلی بہو تھی اور بے حد ہوشیار تھی۔ جبکہ راحیلہ بی کی ماں سیدھی سادی، حساس دل و دماغ کی مالک عام سی خاتون تھی۔

باطنی چالاکی کے ساتھ ساتھ وہ حُسن و صورت میں بھی اپنی دیورانی پر بھاری تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

یہی وجہ تھی کہ حویلی میں برسوں تک راحیل جعفری کی ماں کا راج ہی رہا۔ سونے پر سہاگہ قدرت اولاد کے معاملے میں بھی ان پر مہربان رہی۔

وہ لگاتار چار بیٹیوں کی ماں بنی تھیں جبکہ راحیلہ بی نے پہلے دو بیٹیوں راحیلہ بی اور فضیلہ بی کو جننے کے بعد ایک بیٹے کو جنم دیا، جو عین جوانی کے عالم میں زمینوں اور جائیداد کے مسئلے پر اپنے باپ کے ساتھ، راحیل جعفری کے بڑے بھائی سہیل جعفری کے ہاتھوں قتل ہو گیا۔

راحیلہ بی ان دنوں پورے خاندان سے ٹکر لے کر شہر میں پڑھ رہی تھیں۔

اکلوتے بھائی اور باپ کی اندوہناک موت کی خبر ان پر بجلی بن کر گری تھی۔

وہ اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر فی الفور گاؤں واپس آئی تھیں جہاں ان کے گھر جیسے کہرام بپا تھا۔

سارا گاؤں قاتل کو جانتا تھا مگر ان کے شر سے خوف زدہ ہو کر کسی نے بھی زبان نہ کھولی اور راحیلہ بی بے بسی سے، غم و غصہ پی کر رہ گئیں۔ اپنے تایازاد سہیل جعفری کے ساتھ انہیں ان کے بقیہ تینوں بھائیوں سے بھی شدید نفرت تھی اور یہ نفرت اس وقت مزید دوچند ہو گئی، جب ان کی ماں ایک صبح چپ چاپ اپنے سسرالیوں کے مظالم کے دکھ سینے سے لگائے دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ابھی یہ درد بھی تازہ تھا کہ اس کی نفرت اور خودسری کو ضد بناتے ہوئے راحیل جعفری نے ان سے شادی کا شوشہ چھوڑ دیا۔

راحیلہ بی اس شادی کے لئے کسی طور تیار نہ تھیں مگر وہ پنجرے میں قید پنچھی کی مانند محض پھڑ پھڑا کر رہ گئی

****

راحیلہ بی اس شادی کے لئے کسی طور تیار نہ تھیں مگر وہ پنجرے میں قید پنچھی ک مانند محض پھڑ پھڑا کر رہ گئیں۔

ان کی نفرت کو اپنی ضد بناتے ہوئے راحیل جعفری نے ان سے شادی تو کر لی مگر انہیں بیوی کی حیثیت سے بھی تسلیم نہ کیا۔

وہ عورت جو تائی کے روپ میں انہیں زہر لگتی تھی، اب ساس بن کر مزید قہر ڈھانے لگیں۔

چند دنوں میں ذہنی اور اور جسمانی طور پر انہیں کچھ یوں ٹارچر کیا گیا کہ وہ جو شعلہ جوالہ تھیں، بجھ کر رہ گئیں۔

دورے پڑنے لگے اور جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گیا۔ فضیلہ بی جو راحیل جعفری سے چھوٹے عقیل جعفری کی جنوں خیز محبت سے ہار گئی تھیں، یہاں اس مقام پر آ کر ان سے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

شادی سے انکاری ہو گئیں کہ اپنی بڑی بہن کو مزید دکھ سے ہمکنار کرنا اُنہیں کسی طور گوارا نہیں تھا۔

حویلی میں واحد عقیل جعفری تھا، جو روایتی جاگیر دار ثابت نہیں ہوا تھا، بلکہ فضیلہ بی کی غیر متوقع بے وفائی کے بعد وہ گاؤں تو کیا، ملک چھوڑ کر ہی چلا گیا۔

کتنے عہد، کتنے پلان، دونوں کی زندگی کے بیچ ادھورے رہ گئے تھے۔ نفرتوں کے سلسلوں کو محبت کی بارش سے دھونے کا ان کا عزم بس عزم ہی رہ گیا۔

اور فضیلہ بی اسی گاؤں کے نمبر دار کے بیٹے کی دُلہن بن گئیں۔

سوید اُن دنوں محض چار سال کا تھا اور سارا سارا دن عقیل جعفری کو یاد کر کے "چاچو، چاچو" کہتا روتا رہتا تھا۔ جو شفقت اسے باپ سے ملنی تھی، وہ چچا نے دی تھی۔

مگر زیادہ عرصہ یہ شفقت بھی اس کا نصیب نہ رہ سکی اور وہ پھر سے محرومیوں کی گود میں آ گرا۔

جن دنوں فضیلہ بی بی کی گود میں عبیرہ آئی، انہیں حویلی سے عقیل جعفری کے بیرونِ ملک نکاح کی خبر ملی اور وہ کسی حد تک مطمئن ہو گئیں۔

چار سالہ ننھے سوید کے ذہن سے عقیل کا تصور بھی نکل گیا۔

البتہ وہ عبیرہ کو پا کر بہت مسرور تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اُس کا بس نہ چلتا تھا کہ عبیرہ سارا دن ان کی بانہوں میں کھیلنے کے بعد، رات کو بھی اسی کے پاس سوئے اُس کی یہ خواہش پوری ہوئی تھی مگر پورے چھ سال بعد جب فضیلہ بی پر شوہر کی ناگہانی اچانک موت نے فالج کا اٹیک کر دیا اور وہ زندہ لاش بن کر محض بستر کی ہو رہیں۔

ایسے میں راحیلہ بی نے ہی تمام تر مشکلات اور اذیتوں کا سامنا کرتے ہوئے نہ صرف ان کی دیکھ بھال کی بلکہ عبیرہ کو بھی سنبھالا۔

وہ بستر پر ایک طرف بیٹے کو ساتھ لے کر سوتیں تو دوسری طرف عبیرہ کو۔

دن ہفتوں، مہینوں اور سالوں کا روپ دھارتے وقت کا حصہ بنتے چلے گئے اور سوید، عبیرہ کے ساتھ بچپن کی دہلیز سے نکل کر جوانی کی شاہراہ پر آ کھڑا ہوا۔ دونوں کو خبر بھی نہ ہو سکی اور محبت ان دونوں کے بیچ جیسے پنجے گاڑ کر بیٹھ گئی۔ کتنی یادیں تھیں جو اس محبت سے وابستہ تھیں۔ کتنے ایسے واقعات اور باتیں تھیں جو ان کی چاہت کی گواہ بنی تھیں۔

وہ اس کے مزاج کے ہر موسم کی آشنا تھی۔ اور سوید اسے تو زندگی کا ہر رنگ نظر ہی اس کی خوب صورت آنکھوں میں آتا تھا۔ بہت سے پیمان تھے جو بن کہے دونوں کے بیچ بندھ گئے تھے اور بہت سی ذمہ داریاں تھیں جو دونوں نے خود بخود اپنے ذمہ لے لی تھیں۔

عبیرہ رہ رہ کر اس وقت کو کوس رہی تھیں جب تین روز قبل شام میں وہ ہوسٹل سے گھر آئی تھی۔ شہر میں ان کا مکان تعمیر ہو چکا تھا اور آدھے سے زیادہ سامان بھی نئے گھر میں شفٹ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کیا جا چکا تھا جب اچانک راحیل جعفری نے نیا شوشہ چھوڑ دیا۔ ان کے فرمان کے مطابق ان کے لاڈلے بھائی عقیل جعفری اپنی اکلوتی بیٹی کی شادی کے لئے راحیل جعفری اور ان کے اکلوتے بیٹے سوید سے درخواست گزار تھے۔

یہ خبر کسی طرح ہضم ہو ہی جاتی کہ سوید کو یہ پتہ چل گیا کہ عقیل جعفری، ان کے امیر کبیر لاڈلے چچا اپنی جس اکلوتی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کرنا چاہ رہے ہیں، وہ پاگل ہے اور کوئی بھی شخص اسے اپنانے کو تیار نہیں۔

راحیل جعفری نے اپنے بھائی کی محبت اور بڑے بھائی سہیل جعفری کے دباؤ میں، بِنا کسی سے بات کئے نہ صرف یہ رشتہ طے کر دیا بلکہ شادی کی تاریخ بھی دے دی۔ عبیرہ یہ خبر سن کر ہی ہوسٹل سے گھر آئی تھی جہاں اس وقت سوید کا پورا خاندان اسے گھیرے ہوئے تھا۔

وسیع حویلی کے کشادہ ہال کمرے میں، جس وقت اس نے دہلیز پر قدم دھرے، سوید کے بابا راحیل جعفری کی کڑک دار آواز اُس کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

"مت بھولو برخوردار! کہ میں تمہارا باپ ہوں۔

پڑھا لکھا کر، پالنے پوسنے اور ضرورت سے زیادہ لاڈ پیار و آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ آج تم باپ پر اپنی مرضی کے فیصلے مسلط کرو۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مت بھولو کہ جتنے تم مجھے عزیز ہو، اتنی ہی دل آویز بھی عزیز ہے۔ وہ صرف عقیل کی نہیں، میری بھی بیٹی ہے۔

اگر کسی وجہ سے بیمار ہے تو اس میں اس پاگل کا کیا قصور؟ مشکل اور مصیبت میں اپنے ہی اپنوں کے کام آتے ہیں۔ بھری دنیا میں کوئی اور اس کا سہارا بنے نہ بنے، تمہیں ضرور اس کا سہارا بننا ہے۔

بصورت دیگر تم یہ گھر اور اپنے والدین کو چھوڑ کر جا سکتے ہو۔ میں یہ سمجھ لوں گا کہ عقیل اور سہیل بھائی کی طرح میرا بھی کوئی بیٹا تھا ہی نہیں۔ "

"دھڑاک" عبیرہ کو لگا جیسے اس وقت ساتوں آسمان اس کے سر پر آ گرے ہیں۔ معاملہ اتنی شدید نوعیت کا ہو گا، اس کے گمان میں بھی نہیں تھا۔

سوید وہاں سب کے بیچ تنہا اپنے لئے لڑ رہا تھا۔ راحیلہ بی اس کے قریب یوں سر جھکائے کھڑی تھیں، جیسے کسی گھناؤنے جرم کی مجرم ہوں۔

جبکہ سامنے کے صوفے پر راحیل جعفری، عقیل جعفری اور اس کی ماڈرن سی نفیس بیگم براجمان تھیں۔ دائیں طرف دھرے پلنگ پر سہیل جعفری اور اس کی بیوی بیٹھی تھی۔

سوید اپنے باپ کی بات پر تپ کر اُٹھا تھا۔ "ہونہہ آپ سے اُمید بھی یہی رکھی جا سکتی ہے۔ کبھی باپ بن کر بیٹے کو

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پالا ہوتا تو آج یوں اتنی آسانی سے یہ بات نہیں کہہ سکتے تھے۔

آپ کیا سوچ کر حق جما رہے ہیں مجھ پر؟ میں آپ کی نوازشوں کا محتاج نہیں ہوں۔

میرے اور میری ماں کے حصے میں صدا قہر آیا ہے آپ کا۔ آپ کی نوازشیں تو سدا اپنے بھائیوں اور ان کی بیویوں پر رہی ہیں، پھر اب یہ خوش فہمی کیوں لاحق ہو گئی آپ کو کہ میں آپ کی خواہش کا احترام کروں؟ سوری والد محترم! یہ دنیا کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر چلتی ہے۔

میری ماں بے شک آپ کی جیتی ہوئی جنگ ہوں گی مگر میں آپ کا مفتوح علاقہ نہیں ہوں، نہ میں نے اپنی زندگی سنوارنے کے لئے کبھی آپ کی عنایتوں کی آس رکھی ہے۔

میں آج جس مقام پر ہوں، اپنی ماں کی دعاؤں اور محبتوں کے بعد اپنے بل بوتے پر ہوں۔ اس میں آپ کا کوئی کمال نہیں ہے۔

لہٰذا اس غلط فہمی کو دل سے نکال دیجئے کہ میں یہاں سے نکل کر جی نہیں سکوں گا۔ میں جیوں گا اور جی کر دکھاؤں گا۔ آپ رکھئے اپنی دھن دولت اپنے پاس سنبھال کر۔

"وہ بھی انہی کا بیٹا تھا۔

راحیل جعفری اُس کی اس قدر جراءت پر دنگ رہ گئے تھے۔

"چٹاخ" کی زوردار آواز پر جہاں راحیلہ بی تڑپ کر اُٹھی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وہیں عبیرہ کا ہاتھ بھی بے ساختہ اپنے دل پر پڑا تھا۔

"گستاخ، بدزبان! تمہاری ہمت کیسے ہوئی ہمارے سامنے زبان چلانے کی؟ کس نے ڈالیں تمہارے ذہن میں ایسی باغیانہ باتیں اور سوچ؟ ہمارے خون سے جنم لے کر آج ہم کو ہی آنکھیں دکھا رہے ہو۔ یہی سکھایا ہے تمہاری ماں اور تعلیم نے تمہیں؟" راحیل جعفری صاحب کے منہ سے کف بہہ رہے تھے۔ ایسے میں عقیل جعفری فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے۔

****

"بس کریں بھائی! اگر وہ راضی نہیں ہے تو زور زبردستی مت کریں۔

ایسے معاملے زور زبردستی سے زیادہ دیر نہیں چلتے۔ دل آویز کی قسمت میں اگر کوئی خوشی لکھی ہی نہیں تو بھلا میں اور آپ کیا کر سکتے ہیں؟" ان کے انداز میں شکستگی تھی۔

سوید جعفری نے تنفر سے سر جھٹک دیا۔

"نہیں عقیل! میں نے تمہیں زبان دی ہے۔

اب اس سے پھرنا میرے لئے موت کے مترادف ہے۔ دیکھتا ہوں یہ کیسے نہیں کرتا دل آویز بیٹی سے شادی۔

"راحیل صاحب کی بھائی سے محبت اور واضح چیلنج پر سوید پاؤں پٹختے ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

جبکہ عبیرہ کو لگا جیسے اس کا وجود پتھر کا ہو گیا ہو۔ اس وقت اسے مزید کچھ دکھائی دے رہا تھا نہ سنائی دے رہا تھا۔ عجب قیامت پڑی تھی دل پر کہ وہ سسکی بھی نہ نکال سکی۔ اسی رات سوید بنا کسی کو بتائے گھر چھوڑ کر چلا گیا تھا اور اسی رات راحیلہ بھی ہارٹ اٹیک کا شکار ہو کر بمشکل منتوں اور دعاؤں سے زندگی کی طرف واپس لوٹی تھیں۔

سوید اس متوقع حادثے پر فوراً گھر تو واپس لوٹ آیا تھا مگر اس نے ہتھیار نہیں پھینکے تھے۔ راحیل جعفری صاحب سے مکمل خفا۔ وہ پورا ایک ہفتہ سب سے لڑا تھا، مگر بالآخر عبیرہ نے اسے ہار ماننے پر مجبور کر ہی ڈالا تھا۔

اس رات وہ روئی تھی اور اتنا روئی تھی کہ صبح اس کا پورا وجود تیز بخار میں جل رہا تھا۔ اپنی ماں اور خالہ کی محبت میں مجبور ہو کر اس نے اپنا پیار قربان کرنے کا حوصلہ کر لیا تھا مگر اب جوں جوں وقت گزر رہا تھا، اسے جیسے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

سخت گرمی کی چلچلاتی دھوپ میں جس وقت اسے سوید کی بائیک کا ہارن سنائی دیا، وہ بے کل سی لب کاٹ کر رہ گئی۔

ساری رات آنکھوں میں کاٹنے کے بعد بھی اسے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ سوید ہارن پہ ہارن دے رہا تھا۔ وہ بہت مجبور ہو کر اس کی طرف بڑھی تھی۔ "بیٹھو" کالج گیٹ سے نکل کر جونہی وہ اس کی طرف بڑھی، اس نے فوراً حکم صادر کر دیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

عبیرہ نے دیکھا، اس وقت وہ سخت تناؤ کا شکار دکھائی دے رہا تھا۔ تبھی وہ منمنائی تھی۔

"سوید! آئی ایم سوری۔ میں ایسا نہیں کر سکتی۔

یہ صحیح نہیں ہے۔"

"تو ٹھیک ہے، پھر میں بھی کسی صورت وہ نہیں کر رہا جو صحیح ہے۔

وہ لب بھینچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ عبیرہ کو تاؤ آ گیا۔

" تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟"

" چپ چاپ بیٹھ جاؤ عبیرہ! سڑک پر تماشا مت بناؤ۔ پلیز"!

" سوید تم "

"بیٹھتی ہو کہ زبردستی پکڑ کر بٹھاؤں؟"

اب کے وہ غصے ہوا تھا۔ عبیرہ بے بسی سے ایک نظر اسے دیکھتی چپ چاپ بیٹھ گئی۔

اگلے تیس منٹ میں وہ اپنے کسی جاننے والے وکیل کے پاس بیٹھا اسے سارا احوال سنا رہا تھا۔ عبیرہ اس دوران خاموش بیٹھی، اپنی شور مچاتی دھڑکنوں کو سنبھالنے اور سمجھنے کی کوشش کرتی رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ سوید کے ساتھ کورٹ میں کھڑی تھی اور اگلے چند لمحوں میں کچھ ضروری کاغذات پر چند دستخط گھسیٹ دینے کے بعد وہ عبیرہ شیرازی سے عبیرہ سوید ہو گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ٹانگوں کے ساتھ ساتھ اس وقت اس کی اُنگلیاں بھی کانپ رہی تھیں۔ مگر سوید کی محبت اور گرم ہاتھوں کی حرارت نے اسے حوصلہ دیا تھا۔ وہ خوش تھا۔

بے حد خوش ساتھ ہی اس کے دوست بھی خوش تھے۔ کورٹ سے رخصتی کے بعد جب وہ اسے اپنے ایک دوست کے گھر لے کر آیا تو اس کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ والٹ میں موجود سارے پیسے اس نے کورٹ اور دوستوں میں مٹھائی کے لئے بانٹ دیئے تھے۔ عبیرہ بس اسے دیکھتی رہ گئی۔

"تھینکس تھینکس میری جان! کہ تم نے مجھے محبت کی۔

اس پُر کٹھن راہ پر بے آسرا، تنہا بھٹکنے کے لئے نہیں چھوڑا۔ میں بہت خوش ہوں عبیرہ! اتنا کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔

اور ہاں، آج سے میرا وعدہ ہے تم سے بیوی ہونے کا حق میں صرف اور صرف تمہیں دوں گا۔

اس پاگل سے شادی کاغذی کارروائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو گی۔ جیسے ہی حالات ہمارے حق میں ہوئے، میں وہ کاغذی بندھن توڑ دوں گا۔

میرے بچے اگر دنیا میں آئیں گے تو صرف تمہارے بطن سے۔ سمجھیں؟"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

جگر جگر چمکتی روشن سیاہ آنکھوں میں اس کے لئے محبت ہی محبت تھی۔ عبیرہ نے پُر سکون ہو کر اپنا سر اس کے کندھے پر ٹکا دیا۔ سوید کی نرم گداز اُنگلیاں جانے کتنی دیر تک اس کے سلکی بالوں کو سہلاتے ہوئے اس پر عجیب سا سحر طاری کرتی رہی تھیں۔

آزریز دار عباس حال ہی میں اپنی تعلیم مکمل کر کے پاکستان اپنے گھر واپس لوٹا تھا۔

عمر میں وہ مومی اور مریم سے پورے پانچ سال بڑا تھا۔ اس سے دو سال بڑا یاسر یز دار عباس تھا، جس نے لندن میں ہی اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کے کاروبار کو سنبھال لیا تھا۔

مومی ان کی اکلوتی خالہ زاد کزن تھی، جس کے نازک سراپے اور بے جا لاڈ پیار کے باعث انہی کی مما آسیہ بیگم نے اس کا نام پیار سے مومی رکھ دیا تھا۔

آزر کو یاد تھا، جب وہ لوگ چھوٹے تھے تو دن بھر معمولی معمولی باتوں پر کتنا لڑتے تھے۔ وہ غصے ہو کر اگر اس کے بال کھینچتا تو مومی غضب ناک ہو کر اپنے دانت اس کے بازو میں گاڑ دیا کرتی۔

کبھی کبھی وہ اتنی شدت سے بازو کاٹتی تھی کہ وہاں زخم بن جاتا تھا۔ اب بھی اس کے بائیں بازو پر مومی کے دانتوں کے نشان زخم کی صورت رقم تھے۔

تاہم وقت کے ساتھ ساتھ اب ان زخموں پر کھرنڈ آ گیا تھا۔

مومی اور مریم نے میٹرک تک اسی کی درس گاہ میں تعلیمی مدارج طے کئے تھے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

یہی وجہ تھی کہ جھگڑوں کے باوجود وہ سکول میں ان دونوں کا خاص خیال رکھتا تھا۔ میٹرک کے بعد مومی کے والدین نے اچانک پاکستان واپسی کا فیصلہ کیا تو وہ بے قرار ہو گئی۔

مریم اور آزر کے بغیر کہیں رہنے کا خیال ہی اس کے لئے سوہانِ روح تھا۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے وہیں رہ کر مزید پڑھنے کی ضد کر لی۔

آزر کو اس کی ضد کا پتہ چلا تو وہ بے حد حیران ہوا۔ کہاں تو ان کی لڑائیاں ہی ختم نہیں ہوتی تھیں اور کہاں اب وہ مومم کی گڑیا اس کے لئے رو رو کر بے حال ہو رہی تھی۔

اپنی اسی حیرانی کو دور کرنے کے لئے وہ اس کے کمرے میں اس کی ضد کی وجہ پوچھنے کے لئے آیا تھا، جب وہ مسل مسل کر آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولی۔

"آزر! تمہارے بغیر پاکستان میں میرا دل نہیں لگے گا۔"

"واہ کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے پتہ نہیں کتنی گہری دوستی ہو ہماری۔

جنگلی بلی! تم تو کل کو شادی کے لئے بھی یونہی اڑ جاؤ گی کہ مجھے تو آزر سے ہی شادی کروانی ہے، کسی اور کے ساتھ میرا دل نہیں لگے گا۔"

"ہاں تو اور کیا۔ شادی بھی تم سے ہی کرنی ہے مجھے۔

اور کسی سے نہیں۔" "جی نہیں محترمہ! معاف کرو مجھے۔

میں باز آیا ساری عمر کے لئے یہ مصیبت مول لینے سے۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"کیا میں مصیبت ہوں؟"

مومی کو اس کے صاف جواب پر سخت صدمہ ہوا تھا۔ وہ شگفتگی سے مسکرا دیا۔

"اور نہیں تو کیا۔

میں پوری چڑیل ہوں۔ جنگلی بلی۔"

"تم خود ہو گے جنگلی بلّے۔ اچھا خبردار جو دوبارہ مجھ سے بات کی تو۔

میں جا رہی ہوں پاکستان اپنے ددھیال والوں کے پاس۔ تم رہنا یہاں اپنی عینی، ٹینی کے ساتھ خوش و خرم۔"

اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑی تھی۔

اور آزر بے ساختہ ہنس دیا تھا۔

پھر اس کے بعد وہ اس کے لاکھ روکنے اور منانے کے باوجود اپنے والدین کے ساتھ پاکستان چلی آئی تھی۔

جبکہ آزر عباس اُس کی اس ضد پر کُڑھتا رہ گیا تھا۔

مومی کے بغیر لندن جیسے خوب صورت ایڈوانس شہر میں اس کے پانچ سال بہت اُداس گزرے تھے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ایک طرح سے اسے مومی کو چڑانے، رُلانے اور پھر منانے کی عادی پڑ گئی تھی۔ اسے اشتعال دلا کر پھر اس کا جارحانہ روپ دیکھنا بہت لطف دیتا تھا اسے۔ مگر دلی غصے کی وجہ سے اس نے کبھی اس پر یہ بات کھلنے نہیں دی تھی۔

وہ پاکستان سے آئی اُس کی میلز کا جواب بھی نہیں دیتا تھا۔

قرۃ العین جو برو کن فیملی کی ٹوٹی پھوٹی سی سمجھ دار لڑکی تھی اور پوری کلاس میں اس کی واحد عزیز دوست تھی، اکثر اسے مومی کے حوالے سے چھیڑتی اور وہ کبھی ہنس کر، کبھی ڈانٹ کر اسے ٹال دیتا۔

اس کی فیملی، مومی لوگوں کے لندن سے کوچ کے ایک سال بعد ہی پاکستان شفٹ ہو گئی تھی۔ مگر وہ پاکستان نہیں آیا تھا۔

اپنی تعلیم مکمل ہونے تک وہ یاسر عباس کے ساتھ لندن میں ہی رہا تھا۔ اور یہی وہ بات تھی، جس نے مومی کو سب سے زیادہ ہرٹ کیا تھا۔

پورے پانچ سال بعد پاکستان واپسی پر عینی بھی اس کے ہمراہ تھی۔

وہ پاکستان میں اس کے ساتھ مل کر بزنس اسٹارٹ کرنا چاہتی تھی اور آزر کے لئے یہ خوشی کی بات تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تاہم اپنی واپسی پر شوقِ دید سے بے حال مومی کو، جو نکھر کر اور بھی پیاری ہو گئی تھی، اس نے جان بوجھ کر نظر انداز کیا تھا۔

ویسے بھی اس کی سوچ میں بہت میچورٹی آ گئی تھی وہ اس سے پچھلے پانچ سال کی جدائی کا بدلہ اپنے ہی انداز میں لینے کا ارادہ کئے ہوئے تھا۔

****

راحیلہ بی اور فضیلہ بی کو سوید آزر کے کارنامے کی خبر ہو چکی تھی اور دونوں اس پر بے حد مسرور تھیں۔

تاہم فضیلہ بی کے دل کو کچھ وسوسے ضرور گھیرے ہوئے تھے۔

سوید، عبیرہ کے ساتھ گھر واپس لوٹا تو وہ کتنی ہی دیر اس کا منہ چومتے ہوئے زار و قطار روتی رہی تھیں۔

وہ بدنصیب تھیں اپنا پیار نہیں پا سکی تھیں، تاہم ان کی بیٹی کے آنکھوں کے خواب ضرور تعبیر پا گئے تھے۔

دوسری جانب راحیلہ بی اپنی دلی تمنا کی تکمیل کے لئے اپنے بیٹے کی جراءت اور جائز حکمت عملی پر از حد مطمئن و مشکور تھیں۔ ان کا دل اپنے سوہنے رب کا شکر ادا کرتا نہ تھک رہا تھا۔

حویلی میں دلآویز جعفری سے سوید کی نکاح کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تاہم اب انہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ مسرور تھیں کہ ان کے دل نے جس لڑکی کو بہو کے روپ میں دیکھنے کی خواہش کی تھی، بالآخر پہلے وہی لڑکی ان کی اکلوتی بہو کے منصب پر فائز ہوئی تھی۔

اس روز دل آویز جعفری کے ساتھ سوید کے نکاح کی تقریب تھی۔

دل آویز کی خراب طبیعت کے پیش نظر شادی کی دیگر رسومات سے پرہیز کرتے ہوئے صرف نکاح کی تقریب ہی شایانِ شان طریقے سے ارینج کرنے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ عبیرہ کو اس روز ہلکا ہلکا بخار تھا۔

سوید شہر میں تمام انتظامات کی دیکھ بھال کے بعد گاؤں واپس آیا تو راحیلہ بی سے مل کر سیدھا اس کی طرف چلا آیا۔

جو اس وقت مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد جائے نماز پر بیٹھی چپ چاپ آنسو بہاتے ہوئے دعا مانگ رہی تھی۔

سوید ایک سرسری نگاہ اس کے بھیگے چہرے پر ڈالنے کے بعد کسی لاابالی بچے کی مانند اس کی گود میں سر رکھ کر زمین پر ہی لیٹ گیا۔ عبیرہ نے چونک کر فوراً سے پیشتر دعا سمیٹتے ہوئے آنسو پونچھے تھے۔

جب سوید نے محبت سے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"لو، مجھے ہی مانگ رہی تھیں نا اللہ سے، میں آ گیا۔"

"مہربانی! مگر اُٹھو یہاں سے۔"

"کیوں کیوں اُٹھوں؟ میری خالہ جانی کا گھر ہے اور محبوب بیوی کی گود ہے۔ تمہیں کیا اعتراض ہے؟"

"پاگل ہو تم اور کچھ نہیں۔"

عبیرہ نے بے ساختہ نگاہ چراتے ہوئے اپنے آنسو اس سے چھپانا چاہے تھے، جب وہ بولا۔

"رو کیوں رہی ہو عبیرہ؟ میں تو وہی کر رہا ہوں جو تم نے مجھ سے چاہا ہے۔ ورنہ ایک پاگل سڑکی سے شادی میں بھلا میرا کیا انٹرسٹ ہو سکتا ہے؟ خود سوچو، میرے تو سارے جذبے صرف تم سے وابستہ ہیں۔ اس لئے آج رات تقریب میں تم میرے ساتھ ساتھ رہو گی۔ سمجھیں؟"

"ہوں۔" نم آنکھوں سے سر ہلاتے ہوئے وہ اسے بے حد پیاری لگی تھی۔"

چلو شاباش! اب یہ آنسو پونچھو۔

نہیں تو میں ہونٹوں سے چنوں گا تو پھر تم شکایت کرو گی۔

وہ پھر شرارت پر آمادہ تھا۔ عبیرہ نے ہلکا سا مُکا بنا کر اس کے چوڑے سینے پر رسید کر دیا۔

"زیادہ رومینس بگھارنے کی ضرورت نہیں ہے، اچھا۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ضرورت ہے یار! میری مما بہت بے تابی سے اپنی گود میں میرے بچے کھلانے کی خواہش مند ہیں۔"

وہ کب باز آنے والا تھا۔

عبیرہ اسے گھور کر رہ گئی۔

" تو میں نے ابھی ایسا کچھ نہیں کرنا۔ "

"تو کی بچی! آرام سے رہو ضروری نہیں کہ ہر بار میں تمہاری مانتا رہوں گا۔ کبھی دل کے کہے پر بھی چلنے دیا کرو اچھا۔"

" اچھا جی اچھا تمہیں تو اللہ سمجھے۔"

وہ اب پزل ہو رہی تھی۔ سوید جان بوجھ کر اگلے تین چار گھنٹوں تک اسے یونہی زِچ کرتا رہا۔

****

دل آویز جعفری سے سوید کے نکاح کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔

وہ شہر بارات کے ساتھ روانہ ہونے سے پہلے پھر عبیرہ کی طرف اسے اور فضیلہ بی کو لینے آیا تھا، جب اسے سادہ سے کپڑوں میں ہلکا پھلکا تیار دیکھ کر، بے خود سا اس کے قریب چلا آیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

" بیہ " وہ جو سنگھار میز کے سامنے کھڑی بال سنوار رہی تھی۔ اس کی پکار پر پلٹی۔

" ہوں۔"

" بیہ! میں کسی دل آویز جعفری سے شادی نہیں کر رہا۔"

"کیوں؟"

اُس کی قربت پر دھڑکتے دل کو بمشکل سنبھالتے ہوئے اس نے پوچھا تھا۔

مگر پھر سوید کی آنکھوں میں دیکھ کر فوراً نگاہ جھکا گئی۔ "دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔ اور کچھ نہیں۔ "

" صحیح کہہ رہی ہو قسم سے۔ آج تو ٹھیک ٹھاک خراب ہو رہا ہے۔

اک شعر سنو۔

جس طرح میرا خواب ہے اس طرح تیرے ساتھ

اِک شام گزر جائے تو اِک شام بہت ہے"

اپنے گرم سانسوں سے عبیرہ کے چہرے کو چھوتے ہوئے اس نے سرگوشی کی تھی جب وہ بولی۔

" عقل کو ہاتھ مارو سوید! وہاں سب لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔ "

"تو کرنے دو نا یار! تمہیں کیا مسئلہ ہے؟ اچھے بھلے موڈ کا بیڑا غرق کر کے رکھ دیتی ہو۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

بالکل اچھی بیوی نہیں ہو تم۔

"اپنی ٹھوڑی مزے سے اس کے کندھے پر ٹکاتے ہوئے اس نے دہائی دی تھی جب وہ مسکرا دی۔"

چلو دوسری تو اچھی مل رہی ہے نا۔ اس سے پیار کروالینا۔

"اس نے مذاق کیا تھا مگر سوید برا مان کر تپ اُٹھا۔

"شٹ اپ۔"

تپ کر کہتے ہوئے وہ فوراً کمرے سے نکل کر باہر گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ جبکہ عبیرہ ہنستے ہوئے فضیلہ بی کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

میرج ہال میں جس وقت وہ اپنے خاندان والوں کے درمیان گھرا خود کو عقدِ ثانی کے لئے تیار کر رہا تھا، عبیرہ کی آنکھ کے آنسو اسے تڑپا گئے۔

ڈھیروں مہمانوں کے بیچ وہ اسٹیج کے قریب بیٹھی جیسے اپنا ضبط آزمانے کی کوشش کر رہی تھی۔

سوید سے رہا نہ گیا تو اُٹھ کر اس کے قریب چلا آیا۔

" بیہ! تم رو رہی ہو؟ "

"نہیں تو۔ "

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"جھوٹ مت بولو۔

دیکھو اگر تم راضی نہیں ہو تو میں ابھی"

وہ مضطرب تھا۔ عبیرہ آنسو چھپاتی زبردستی مسکرا دی۔

"پاگل مت بنو۔

میں ٹھیک ہوں۔

جاؤ، سب اِدھر ہی دیکھ رہے ہیں۔

"اپنے ہاتھ اس کی گرفت سے نکالتے ہوئے اس نے بمشکل سوید کو پیچھے دھکیلا تھا، جس پر راحیل جعفری صاحب جو اپنے کسی دوست سے باتوں میں مگن تھے، پہلو بدل کر رہ گئے تھے۔ اندر کمرے میں دل آویز جعفری تاحال ہوش و حواس سے بے گانہ پڑی تھی اور مسز عقیل کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔"

آنٹی! میرا خیال ہے، ہمیں مومی کو ابھی مزید کچھ وقت دینا چاہئے تھا۔" "نہیں بیٹے! ڈاکٹرز کے مطابق اس کی فوری شادی بے حد ضروری ہے۔"

" مگر" "اللہ سب بہتر کرے گا مریم! تم کسی طرح اس کا ذہن اس طرف بناؤ پلیز"!

" ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتی ہوں۔"

تھکن اور اَن دیکھے درد کی آمیزش نے اس کا لہجہ بھاری بنا دیا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مسز عقیل قدرے مطمئن سی کمرے سے نکل گئیں۔ سوید نے اُلجھے دل و دماغ کے ساتھ نکاح نامے پر سائن کئے

تھے اور پھر جبراً مسکرا کر سب سے نکاح کی مبارک باد وصول کی تھی۔

اس دوران اس نے نہ تو دُلہن کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا، نہ اس معاملے میں اس کی کوئی دلچسپی سامنے آسکی۔ نکاح کے بعد کھانے کا دور چلا تو وہ عبیرہ کو لے کر میرج ہال سے نکل آیا چپکے سے۔

" بس اب تو خوش ہو نا عبیرہ! میں نے بانٹ دیا خود کو دو حصوں میں۔"

" نہیں۔ کاغذ کے اس جبری تعلق کو میں کوئی اہمیت نہیں دیتی۔ تم میرے ہو اور زندگی کی آخری سانس تک صرف میرے ہی رہو گے۔

"سوید کا بازو اپنے بازوؤں کی گرفت میں لئے اس نے آہستہ سے اپنے ہونٹ اس کی ٹھوڑی سے ٹچ کئے تھے۔ سوید جیسے بے جان سا گاڑی میں آ بیٹھا۔

" یہ یقین ہمیشہ قائم رکھنا عبیرہ! کیونکہ جس دن تمہارے اور میرے بیچ ذرا سی بھی غلط فہمی آئی اسی دن میں مر جاؤں گا۔ "

"پاگل ہو گئے ہو؟" تڑپ کر کہتے ہوئے عبیرہ نے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"میں سچ کہہ رہا ہوں عبیرہ! میری سانسیں تم سے جڑی ہوں۔ تم میرے وجود، میرے سارے جذبوں کی مالک ہو۔

بہت پیار کرتا ہوں میں تم سے۔

یہ زندگی اگر خوب صورت ہے تو صرف تمہارے دم سے۔

مما کے بعد تم دوسری عورت ہو جو مجھے اپنی جان سے بڑھ کر پیاری ہے۔

"وہ جذباتی ہو رہا تھا۔ عبیرہ نے محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔

" تم بھی میرا ایمان ہو سوید! زندگی کی آخری سانس تک میری وفا تمہاری ہم سفر رہے گی۔"

سوید کی آنکھوں کی نمی اُسے بھی رُلا گئی تھی۔

****

تکیہ بانہوں میں دبائے، بیڈ پر آڑا ترچھا لیٹا وہ گہری نیند میں غرق تھا، جب مومی دبے پاؤں اس کے کمرے میں چلی آئی۔

نیچے آسیہ بیگم اور مریم ناشتے کی تیاری کر رہی تھیں۔ اس نے تفصیلی نگاہوں سے آزر کا جائزہ لیا۔ وہ پہلے سے قدرے کمزور ہو گیا تھا۔

کتنے افسوس کی بات تھی کہ وہ لندن سے اس کے لئے کوئی تحفہ نہیں لایا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وہ دکھ کی انتہا پر تھی۔

اس وقت اسے کچھ اور نہ سوجھا تو فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر پوری کی پوری اس پر انڈیل دی۔

وہ جو گہری نیند میں تھا، اس اچانک افتاد پر ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ "تم؟"

نگاہ اس کے مسکراتے چہرے پر پڑتے ہی اس کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئی تھیں۔

"جی جناب! السلام علیکم اینڈ صبح بخیر۔"

دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے اس نے اسے چڑایا تھا۔

جب وہ گہری سانس بھر کر اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"کسی کو گہری نیند سے جگانے کا یہ کون سا طریقہ ہے؟"

" بہت زبردست طریقہ ہے۔

تمہیں کیا پتہ،

پاکستان میں یہ طریقہ کتنا کامیاب ہے۔

"مزے سے کہتے ہوئے وہ اس کی اسٹڈی ٹیبل پر ٹِک گئی تھی۔ آزر اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"تم انتہائی بدتمیز اور بے وقوف لڑکی ہو۔"

" اور تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟" وہ کہاں اس کے رعب میں آنے والی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

آزر بستر چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ "اپنے گھر میں سکون نہیں ہے تمہیں جو ہر لمحہ ادھر دوڑی رہتی ہو؟ "

"تمہیں کیا تکلیف ہے؟ میری خالہ کا گھر ہے۔

جب دل چاہے آؤں جاؤں۔

تمہیں کیا؟ "

"بہت بولنا آ گیا ہے۔ اچھی تمیز سیکھی ہے یہاں آ کر۔"

اسے برا لگا تھا۔ مومی اسے منہ چڑا کر رہ گئی۔

اگلے تین چار روز وہ عینی کے ساتھ کام میں بے حد مصروف رہا تھا۔

مومی کا بس نہ چلتا تھا کہ عینی کو شوٹ کر ڈالتی، جو لندن کے بعد پاکستان میں بھی اس کے گلے کا ہار بن کر رہ گئی تھی۔

س وقت بھی وہ اس کے ساتھ گھر کے لان میں بیٹھا کسی ضروری امور پر ڈسکس کر رہا تھا، جب وہ مریم کے ساتھ اسلامک اکیڈمی سے واپسی پر اس طرف چلی آئی۔ "مریم! تم مانو نہ مانو، تمہارا یہ بھائی ضرور اسی عینی چڑیل سے شادی کرے گا ۔" وہ جلی تھی۔ مریم مسکرا دی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے یار! وہ صرف بھائی کی اچھی دوست ہے اور بس۔ "

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ہاں، تم تو یہی کہو گی۔ آخر ہو نا بھائی کی چمچی۔ "

"ہا، ہا، ہا پاگل ہو تم اور کچھ نہیں۔ "

مریم ہنسی تھی۔ وہ تیز تیز چلتی لان کراس کر گئی۔ آزر کی پُر شوق نگاہوں نے دُور تک اس کا پیچھا کیا۔

تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ لان سے اُٹھ کر اندر آیا تو وہ آسیہ بیگم کے پاس بیٹھی مزے سے نوڈلز کھا رہی تھی۔

وہ پُر شوق نگاہوں سے اسے دیکھتا وہیں بیٹھ گیا۔

" تم پھر آ گئیں۔

آخر نہیں ہے نا سکون اپنے گھر میں۔

"وہ اسے تنگ کرنے سے باز آنے والا نہیں تھا۔

مومی کلس کر رہ گئی۔

"اپنے شوق سے نہیں آئی۔ تمہاری بہن زبردستی کھینچ کر لائی ہے۔"

" اچھا یقیناً سارے گھر کی صفائی کرنی ہو گی یا پھر کپڑے دھونے ہوں گے۔ کل سے کام والی بھی تو نہیں آ رہی نا۔ چلو پہلے میرا کمرہ صاف کر دینا۔ بہت خراب ہو رہا ہے۔ "

"منہ دھو رکھو اور خود کرو یہ سارے کام۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

فضول لوگوں سے گپ شپ میں جو قیمتی وقت برباد کرتے ہو، اسے کبھی مفید بھی بنا لیا کرو۔

"غصے میں ناک چڑھا کر بولتی وہ اسے بے حد اچھی لگی تھی۔ آسیہ بیگم مسکرا کر اُٹھتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئیں۔

"مریم! میں ذرا مارکیٹ تک جا رہا ہوں عینی کے ساتھ واپسی پر املی کا شربت بنا کر رکھنا۔

"فوراً سنجیدہ ہو کر وہ مریم سے مخاطب ہوا تھا۔

مومی کی جلن مزید بڑھ گئی۔ "اللہ کرے تم اسے چھوڑنے جاؤ اور تمہارا ایکسیڈنٹ ہو جائے۔ جس میں وہ اسٹوپڈ لڑکی مر جائے۔"

" مومی! پاگل ہو گئی ہو؟" اس کے دبے دبے لہجے کی بد دعا پر مریم نے دہل کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ جب وہ ضبط کرتے ہوئے بولی۔

" ابھی تو نہیں ہوئی، مگر تم دیکھ لینا، تمہارا یہ بھائی ایک دن ضرور مجھے پاگل کر کے چھوڑے گا۔

"آزر کمرے سے نکل چکا تھا۔ مریم محض افسوس سے اسے دیکھ کر رہ گئی

****

"مریم! کیا آزر واقعی عینی سے محبت کرتا ہے؟"

اس روز اکیڈمی جاتے ہوئے مومی نے مریم سے پوچھا تھا جب وہ بولی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

" نہیں۔ میرا نہیں خیال کہ ایسا کچھ ہے۔" "کیوں؟ تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتی ہو؟"
وہ بے چین تھی۔ مریم اسے دیکھ کر رہ گئی۔ "عینی، بھائی سے بات کر رہی تھی۔
کہہ رہی تھی وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے۔
آزر! خیال کیا کرو اس کا اس سے مجھے پتہ لگا کہ بھائی کی زندگی میں وہ نہیں ہے۔"
"گڈ میں ایویں خار کھاتی ہوں بے چاری سے۔ ویسے پھر وہ کون ہے جس کی وہ سفارش کر رہی تھی؟ یہ تو مجھے پتہ ہے کہ وہ میری سفارش کسی صورت نہیں کر سکتی۔
کیونکہ میرا اس سے اب تک بہت غلط بی ہیو رہا ہے۔"
"یہ تو اب وہی جانے۔ مگر یہ ہے کہ بھائی کسی نہ کسی سے محبت کرتے ضرور ہیں۔"
"کیسے؟ میرا مطلب ہے تمہیں کیسے پتہ؟"
"ابھی پرسوں پتہ چلا ہے، جب میں انہیں شام کے بعد چائے دینے گئی۔ بھائی کے ہاتھ میں کسی لڑکی کی تصویر تھی اور وہ اکیلے میں اس سے باتیں کر رہے تھے۔ میں گئی تو جلدی سے تصویر ڈائری میں چھپا کر رکھ دی۔ جہاں تک میرا خیال ہے، وہ کوئی لندن کی لڑکی کی ہے۔
کیونکہ بھائی کے سیل پر آنے والی زیادہ تر کالز لندن کی ہی ہوتی ہیں۔"
"ہائے، نہیں مریم! میرے ہوتے اگر کسی نے میرے حق پر ڈاکہ ڈالا تو میں اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دوں گی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"وہ جذباتی ہوئی تھی۔
مریم نے نظر پھیر لی۔
" بس رہنے دو۔ دلوں کی سلطنت غنڈہ گردی سے نہیں جیتی جاتی۔
اس معاملے میں صرف عاجزی چلتی ہے۔" "تمہارے بھائی کا دل عاجزی سے قابو میں آنے والا نہیں ہے، اچھا۔
"وہ چڑی تھی۔ مریم خفا ہو گئی۔
" ایک تو تم فتوے بڑی جلدی جاری کر دیتی ہو۔ ذرا جو کسی کی بات سمجھ میں آجائے تمہارے۔"
"مجھے نہیں سمجھنی ایسی کوئی بات، جس سے اسے مزید اکڑنے کا موقع ملے۔ ایک تو پہلے ہی اس کی گردن میں خم نہیں ہے، اوپر سے تم مجھ سے منتیں کروا رہی ہو۔
نہ بابا! مجھے تمہاری یہ نادر رائے منظور نہیں۔" وہ ہٹلر سوچ کی مالک تھی۔ مریم منہ پھیر کر اپنی جماعت کی طرف بڑھ گئی۔

****

آزر کا آئی ڈی کارڈ اور اے ٹی ایم کارڈ اکٹھے گم ہو گیا تھا، سارا کمرہ چھان مارا مگر کہیں سے وصول یابی نہ ہو سکی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تبھی اس نے مریم سے پوچھ تاچھ کی تھی، مگر وہ صاف مکر گئی یہ کہہ کر کہ بھائی! میں تو آپ کے کمرے میں جاتی ہی نہیں ہوں۔

"پھر جن اُٹھا کر لے گئے یا انہیں پاؤں لگ گئے؟"

اس کا غصہ کم نہیں ہوا تھا۔ مریم کو یاد آ گیا کہ صبح اس کے آفس جانے کے بعد مومی وہاں آئی تھی۔

تبھی وہ بول اُٹھی تھی۔ "بھائی! صبح مومی یہاں آئی تھی۔ شاید اُس نے اِدھر اُدھر رکھ دیئے ہوں۔

"مومی کی شرارتیں بہت بڑھ گئی تھیں۔ آزر آج اسے رعایت دینے کے موڈ میں نہیں تھا۔"

اوکے فوری بلا کر لاؤ اسے۔

"مومی بلیک میکسی میں نک سک سی تیار کہیں جانے کو پَر تول رہی تھی، جب آزر کے بلاوے پر بِنا کسی ہچکچاہٹ کے اس کے حضور پیش ہو گئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

اسے بنے سنورے دیکھ کر وہ اپنا مسئلہ فوری بھول ہی گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مریم کا دل بے تحاشا ہنسنے کو چاہ رہا تھا مگر وہ ضبط کئے رہی۔ "ایک فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی ہے، وہیں جا رہی ہوں۔

کیا یہی پوچھنے کے لئے بلایا ہے؟"

"جی نہیں۔ میرا آئی ڈی کارڈ اور اے ٹی ایم کارڈ کہاں ہے؟"

"مجھے کیا پتہ؟ مجھے تو نہیں پکڑائے تھے۔"

"مومی! میں اس وقت ٹینشن میں ہوں، مجھے تنگ مت کرو۔"

وہ شدید غصے میں تھا۔ مومی ٹھٹک کر رہ گئی۔

"جو سچ ہے، میں وہی کہہ رہی ہوں۔"

"اوکے پھر آؤ میرے ساتھ۔" لپک کر آگے بڑھتے ہوئے اس نے مومی کا بازو تھاما اور اسے زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹتا اوپر کی بالائی منزل پر لے آیا۔

مومی اس وقت اس کا موڈ سمجھنے سے قطعی قاصر تھی۔

وہ ٹیرس کے قریب آیا اور اس سے پہلے کہ مومی اس کا ارادہ جانتی، اس نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر ٹیرس سے نیچے لٹکا دیا۔

وہ چیخی تھی اور اس کا دل لمحے میں خشک پتے کی مانند کانپ کر رہ گیا تھا۔

"اب بولو! مجھے تنگ کرنے سے باز آؤ گی یا نہیں؟"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

" آزر " وہ خوف سے چیخ رہی تھی، مگر وہ بے نیاز تھا۔

"میرے کارڈ واپس کرتی ہو یا پھینک دوں نیچے؟

"آزر"

مومی کا لہجہ خوف اور دکھ سے پھٹ رہا تھا۔

وہ جیسے آزر کی کوئی بات نہیں سن پا رہی تھی۔ مریم بھاگتے ہوئے اوپر آئی تھی اور پھر سامنے کا منظر دیکھ کر وہ بھی پریشان ہو گئی۔

موم کے سانچے میں ڈھلی اس کی وہ پیاری سی کزن، آزر عباس کے دو مضبوط بازوؤں کے سہارے فضا میں لٹکی ہوئی تھی۔

" بھائی! یہ کیا کر رہے ہیں؟" وہ پریشان سی اس کے قریب آئی تھی جب وہ بولا۔

"تم چپ رہو مریم! اسے اس کی شیطانیوں کی سزا ملنی چاہئے۔"

مومی کا رنگ اب سفید پڑ رہا تھا۔ آزر کو نہ چاہتے ہوئے بھی اسے واپس کھینچنا پڑا۔ "بولو باز آؤ گی اپنی حرکتوں سے کہ نہیں؟"

وہ ذرا سا نرم پڑا تھا۔ مومی سے اپنی سانسیں درست کرنا دشوار ہو گیا۔

" مومی! تم ٹھیک ہو؟" مریم پریشانی سے آگے بڑھی تھی مگر مومی نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اور اب رو رہی تھی۔ آزر عباس کی ٹینشن مزید بڑھ گئی۔

"تو تم اپنی فضول حرکتوں سے باز نہیں آؤ گی؟"

"شٹ اپ مجھے نہیں پتہ تھا کہ میں تمہارے لئے اتنی سستی ہوں۔ خبردار جو کبھی دوبارہ مجھے چھونے کی کوشش کی۔"

اُس کی بھیگی آنکھوں میں جیسے آگ دہک رہی تھی۔

آزر کچھ دیر اسے سنجیدگی سے دیکھتا واپس پلٹ گیا تھا۔ جبکہ مریم اب اس کی دہکی ہوئی آگ کو سرد کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

****

ٹی وی لاؤنج میں ٹیلی ویژن فل آواز کے ساتھ چل رہا تھا۔ جبکہ وہ اس کے سامنے بیٹھی جیسے وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں نہیں تھی۔ وہ چھوٹی سی تھی جب اس کی ماں زبردستی اس کے پاپا سے ڈائیورس لے کر علیحدہ ہو گئی۔

قرۃ العین کے لئے وہ وقت زندگی کا سب سے کٹھن وقت تھا۔ مگر پھر اس سے بھی برا وقت تب آیا جب اس کے پاپا نے بھی دوسری شادی کر لی۔

وہ جیسے اپنے ہی گھر میں ایک فالتو شے کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔

ایسے میں آزر کی فیملی اور دوستی نے اسے بہت سہارا دیا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وہ جو مایوسیوں اور غموں کے حصار میں قید ہو چلی تھی، آزر کے ساتھ نے اسے دوبارہ زندگی کی طرف واپس کھینچ لیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ جیسے اس کی فیملی کا حصہ بنتی چلی گئی تھی۔

اسے اس تنہائی اور وحشت کا احساس ہی نہ رہا، جو کچھ روز پہلے اسے دیمک کی طرح چاٹ رہا تھا۔

وہ پھر سے جینے لگی تھی۔ اس روز بھی آزر اپنے سارے کام التوا میں ڈال کر اس کی سالگرہ دھوم دھام سے منانے کے لئے گھر کا کونا کونا سجا رہا تھا۔

مومی ہر بات سے بے خبر اس روز اکیلی ہی اکیڈمی گئی تھی۔ جبکہ مریم نے گھر میں کام کا بہانہ بنا کر چھٹی کر لی۔

وہ اکیڈمی سے واپس آئی تو آزر، مریم کے ساتھ مل کر ہال کمرے کی سجاوٹ کر رہا تھا۔

وہ ذرا سی حیران ہوئی تھی۔

کہاں تو اس کی اتنی مصروفیت کہ سر کھجانے کو ٹائم نہیں۔ اور کہاں اب مکمل فرصت سے بچوں کی طرح دیواروں پر رنگارنگ ربن لگا کر وہاں غبارے باندھ رہا تھا۔ اسے یاد آیا، وہ لندن میں صرف اُس کی سالگرہ کے روز ایسا اہتمام کیا کرتا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مہمانوں کو مدعو کرنے کے ساتھ ساتھ گھر کو سجانا اور سنوارنے سے لے کر، مزے مزے کے پکوان تیار کرنے میں بھی وہ ہمیشہ سب سے آگے رہا کرتا تھا۔ مومی چاہ کر بھی ان دونوں کو بھُلا نہیں پا رہی تھی جب وہ صرف اور صرف اس کا تھا۔

وہ آگے بڑھی تھی اور مریم کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ "کیا ہو رہا ہے؟ کوئی آ رہا ہے کیا؟"

" ارے نہیں یار! آنا کس نے ہے؟ عینی کی سالگرہ ہے اور آزر بھیا اُسے سرپرائز دینا چاہ رہے ہیں۔ "

مریم کیک سجانے میں مصروف تھی۔

وہ دیکھ ہی نہیں سکی کہ اس کے الفاظ نے مومی کے چہرے پر کیا اثر ڈالا ہے۔

آزر اب میز سے کُود کر اس کے مقابل آ کھڑا ہوا تھا۔

" تم نے عینی کے لئے کوئی گفٹ وغیرہ خریدا ہے کہ نہیں؟ "

کتنی فکر تھی اسے عینی کی خوشی اور پذیرائی کی۔

مومی کے اندر جیسے دھواں سا بھر گیا۔ "نہیں۔"

"کیوں؟ اپنے لئے تو بڑی کانشس رہتی ہو۔ کبھی دوسروں کی خوشی کا خیال بھی کر لیا کرو۔"

"دوسروں کی خوشی کا خیال رکھنے کے لئے تم کافی ہو آزر عباس"!

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اسی کے انداز میں تپ کر جواب دیتے ہوئے وہ پھر وہاں ٹھہری نہیں تھی۔

جبکہ آزر عباس اس کی بھیگی پلکوں کا تصور کر کے مسکرا دیا تھا۔

" یہ ٹھیک نہیں ہے بھائی! آپ کو پتہ بھی ہے کہ وہ آپ سے کتنا پیار کرتی ہے، پھر بھی آپ اُسے دُکھ دینے سے باز نہیں آتے۔ کیوں؟ "

"مزا آتا ہے ڈیئر سسٹر! تمہیں کیا پتہ وہ سڑ سڑ کرتی کتنی اچھی لگتی ہے۔"

وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔ مریم اسے دیکھ کر رہ گئی۔ "مومی صحیح کہتی ہے۔

آپ واقعی بہت بے حِس ہیں۔" کیک کی سجاوٹ کا کام ادھورا چھوڑ کر وہ بھی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔ تاہم آزر، مومی کی متوقع ناراضی کا سوچتے ہوئے دیر تک لطف اٹھاتا رہا۔

* * * * * * * * * *

اس روز بہت بارش ہوئی تھی۔

رات بھر وقفے وقفے سے بارش کا سلسلہ جاری رہا تھا۔ دل آویز، ہاسپٹل سے گھر شفٹ ہو چکی تھی۔

لہٰذا عقیل جعفری اب اس کی رخصتی کا سوچ رہے تھے۔ اسی مقصد کے لئے راحیل جعفری کی شہر آمد پر ایک عرصے کے بعد وہ ان کے گھر فضیلہ بی کے مقابل آئے تھے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

برستی بارش میں بھیگے در و دیوار،

حسرت سے تکتی ان کی آنکھوں میں عجیب سی خاموشی تھی۔

جوانی میں وہ عورت کیا تھی اور اب وقت سے پہلے بڑھاپے نے اس خوب صورت سراپے والی عورت کا کیا حشر کر دیا تھا کہ سناٹوں کی چیخیں ان کی آنکھوں سے باہر آتی تھیں۔ وہ ہال کمرے میں لیٹی بارش کو دیکھ

رہی تھی، جب ان کے قدم اس کمرے کی دہلیز پر پڑے تھے اور پھر جیسے وجود پتھر کا ہو گیا تھا۔

بارشوں کے موسم میں

تم کو یاد کرنے کی عادتیں پرانی ہیں

اب کی بار سوچا ہے

عادتیں بدل ڈالیں

پھر خیال آیا کہ

عادتیں بدلنے سے بارشیں نہیں رُکتیں!

"عقیل!" فضیلہ بی کی نگاہ اُن پر پڑی تھی اور لب جیسے پھڑ پھڑا کر رہ گئے تھے۔

اس نے چھو کر مجھے پتھر سے پھر انسان کیا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مدتوں بعد میری آنکھ میں آنسو آئے

وہ سست روی سے قدم اٹھاتے ان کی طرف آئے تھے۔

"کیسی ہو فضیلہ ؟"

"پتہ نہیں۔ بس ایک بے نام اُداسی سی ہے جو کسی لمحہ پیچھا نہیں چھوڑتی۔ ایک خلش ہے عقیل! جو کسی پل سکون سے جینی نہیں دیتی۔

تم تم اعلیٰ ظرف ہو، معاف کر دو

مجھے پلیز۔" ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔ عقیل جعفری نے بے ساختہ رُخ پھیر لیا۔

"کس بات کی معافی پگلی! اپنے قانون ہوتے ہیں محبت کے اور سزائیں بھی۔

میں تو اب وہ سزا پوری بھی کر چکا۔" ان کی آواز بھاری ہوئی تھی۔ فضیلہ بی کی آنکھوں سے کئی قطرے ایک ساتھ پھسل کر چہرے کو بھگو گئے۔

"گھر والے کہاں ہیں؟" فوراً سے پیشتر سنبھالا تھا انہوں نے خود کو جب وہ بولیں۔

"کہیں باہر گئے ہیں۔ سوید اور عبیرہ

بیٹی اوپر ہیں۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ٹھیک ہے، پھر میں چلتا ہوں۔ راحیل بھائی آئیں تو میرا بتا دینا اور کہنا کہ سوید اور دل آویز کی باقاعدہ شادی کی تیاری کر لے۔"

"عقیل"

"ہوں۔" فضیلہ بی کے پکارنے پر وہ جیسے چونکتے ہوئے ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

عقیل! سوید میری بیٹی کی محبت ہے۔

میری عبیرہ بہت چاہتی ہے اسے۔" وہ بے قراری سے بولی تھیں اور عقیل جعفری جیسے پھر سے شاکڈ رہ گئے تھے۔

"کیا کہہ رہی ہو فضیلہ ؟"

"وہی جو سچ ہے۔" انہیں جیسے بہت جلدی تھی۔ عقیل جعفری کتنی ہی دیر تک حیران حیران سی پشیمان نگاہوں سے ان کی طرف دیکھتے رہ گئے تھے۔ باہر بارش پھر زور پکڑ گئی تھی۔

اگلی صبح عبیرہ اپنی ماں کو "صبح بخیر" کہنے کے لئے ان کے کمرے میں آئی تو گرم بستر میں فضیلہ بی کا صرف جسم پڑا تھا، روح نہیں تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وہ روئی تھی۔ بلک بلک کر روئی تھی۔ مگر اس کے آنسو بھلا اس کی مامتا کو کہاں واپس لا سکتے تھے؟ رات کے کسی پہر فالج کے دوسرے شدید اٹیک نے ان کے جسم کے بائیں طرف والے حصے کو مفلوج کر دیا تھا۔

راحیلہ یوں سُن ہو کر رہ گئی تھیں جیسے ان کا دنیا میں کچھ باقی بچا ہی نہ ہو۔ جبکہ سوید اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنی زندگی کی ان دو عزیز ہستیوں کا غم کیسے بانٹے۔

چار ماہ اسی غم نے چاٹ لئے۔ سوید کے ساتھ دل آویز کی رخصتی پھر التوا میں پڑ گئی۔ وہ قطعی کسی نئی ذمہ داری کو قبول کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ جبکہ عبیرہ سے اس کا تعلق بھی، عبیرہ کی پریگننسی کے باعث منظرِ عام پر آ چکا تھا۔ حالات مختلف ہوتے تو شاید راحیل جعفری صاحب شور مچاتے، مگر عجیب سی سوگواری کے اس ماحول میں عبیرہ پر اُنگلی اُٹھنے سے قبل ہی اس نے انہیں سب کچھ صاف صاف بتا کر، کچھ کہنے کے لائق نہیں چھوڑا تھا۔

ادھر عقیل جعفری نے فضیلہ بی کی موت کی خبر بڑے حوصلے سے سنی تھی۔ مگر یہ حوصلہ اندر ہی اندر اُنہیں کھانے لگا تھا۔ اسی لئے فضیلہ بی کی وفات کے ٹھیک چار ماہ بعد سوید کے لاکھ پاؤں پٹخنے کے باوجود

دل آویز کی رخصتی طے کر دی گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

رات بھر جاگنے اور ٹینشن کا شکار رہنے کے سبب اس کے سر میں شدید درد تھا اور پورا جسم جیسے ہلکے ہلکے بخار کی لپیٹ میں آیا ہوا تھا۔ پورا دن عبیرہ کے ناز اُٹھانے کے بعد شام ڈھلے وہ ضد کر کے بے حد سادگی کے ساتھ راحیل جعفری کی ہمراہی میں عقیل منزل کی طرف آیا تھا، جس کے شاندار در و دیوار سے چھلکتی عجیب سی وحشت نے اس کا بڑا پُرتپاک استقبال کیا تھا۔

****

قرۃ العین عرف عینی کی سالگرہ اس کی شرکت کے بغیر بھی بہت شاندار رہی تھی۔

تقریب ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ مریم اسے شرکت کے لئے بلانے چلی آئی۔ مگر وہ جو اندر سے لہولہان ہو رہی تھی، اسے مریم کا یہ بلاوا جلتی پر تیل کا کام لگا۔ تبھی اسے بے رخی سے انکار کر کے کمرہ بند کر کے بیٹھ گئی۔ جانے کیوں اس وقت اس کا دل شدت سے رونے کو چاہ رہا تھا۔ اگر عینی وہ لڑکی نہیں تھی جسے آزر چاہتا تھا تو پھر وہ اس پر اتنا مہربان کیوں ہو رہا تھا؟

کیوں اتنی اہمیت دے رہا تھا اُسے؟ سوچ سوچ کر اس کا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔

اسے ہر لمحہ انتظار رہا کہ وہ اسے بلانے آئے گا مگر اُس کا انتظار انتظار ہی رہا اور تقریب ختم بھی ہو گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اسے پتہ ہی نہ چل سکا کہ وہ کتنی دیر سر گھٹنوں میں دیئے روتی رہی تھی۔ مسز عقیل تقریب کے اختتام کے بعد اُٹھ کر آنے لگیں تو آزر بھی ان کے ساتھ ہی چلا آیا۔

"آنٹی! مومی نے کھانا نہیں کھایا۔ پلیز اسے کھانا کھلا دیجئے گا۔"

"لیکن وہ تو اب تک سو چکی ہو گی۔"

"آج وہ اتنی جلدی نہیں سو سکتی۔ خیر میں دیکھتا ہوں۔"

کچھ سوچ کر کہتے ہوئے وہ سرعت سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔

مومی کا کمرہ اُس کی توقع کے برخلاف لاکڈ نہیں تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے مومی کو کیسے کھانا کھلانا ہے۔ مگر اس وقت اس کی جان پر بن گئی، جب اس نے کمرے کے وسط میں مومی کو اپنا پیٹ پکڑے درد سے تڑپتے ہوئے دیکھا۔ بجلی کی سرعت سے وہ اس کی طرف لپکا تھا۔

"مومی"!

"آزر! آزر! مجھے بچالو۔ مم میں مرنا نہیں چاہتی۔" اس کا چہرہ اس وقت عجیب ہو رہا تھا۔ آزر کو لگا جیسے اس کی ٹانگوں سے جان نکل گئی ہو۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"او مائی گاڈ کیا کیا ہے تم نے اپنے ساتھ؟ کیا کھایا ہے؟" موقع کی نزاکت کا احساس کئے بغیر وہ دھاڑا تھا۔

مگر مومی بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ اسے کوئی جواب نہ دے سکی۔ تب وہ اسے اپنے مضبوط پاؤں میں اُٹھا کر نیچے کی طرف بھاگا تھا۔ مسز عقیل ابھی کچن میں مومی کے لئے کھانا نکال رہی تھیں۔ ان کی نظر آزر پر پڑی تو ہاتھ سے کھانے کی ٹرے چھوٹ کر گر پڑی۔

"آزر! کیا ہوا میری بچی کو؟"

"پتہ نہیں آنٹی! شاید اس نے کچھ کھالیا ہے۔ پلیز جلدی میرے ساتھ آئیں۔" گاڑی باہر کھڑی تھی۔ وہ سرعت سے مومی کو گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لٹا کر سینے میں اودھم مچاتے دل کے ساتھ مسز عقیل کے گاڑی میں بیٹھتے ہی بنا کسی کو اطلاع دیئے گاڑی بھگا لے گیا۔

مسز عقیل کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ بار بار مومی کا منہ چومتے ہوئے وہ رو رہی تھیں۔ جبکہ آزر کا دل اسے کچھ ہو جانے کے تصور سے ہی پھٹ رہا تھا۔ اس کا بس نہ چلتا تھا کہ گاڑی کسی درخت سے ٹکرا کر اپنا وجود ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا۔

زندگی میں پہلی بار اس نے ٹریفک سگنل کے قوانین کو توڑا تھا۔ گاڑی کو سڑک پر دوڑانے کے بجائے ہوا میں اُڑاتے ہوئے وہ ہاسپٹل پہنچا تھا اور وہاں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹرز کو غیر حاضر پا کر دیگر عملے پر برس پڑا تھا۔ اُس کا بس نہ چلتا تھا کہ سب کو گریبان سے پکڑ کر زبردستی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ایمرجنسی روم میں دھکیل دیتا۔ یہ کیسا امتحان تھا محبتکا کہ جسے جلا کر، ستا کر وہ لطف سمیٹتا تھا، اب وہی زندگی اور موت کی کشمکش میں تھی تو جیسے وہ دیوانہ ہو کر رہ گیا تھا۔ صحیح معنوں میں اسے ابھی احساس ہوا تھا کہ وہ اس کے لئے کتنی قیمتی تھی۔

جانے یہ ایک ماں کی دعاؤں کا اثر تھا کہ محبوب کی بروقت کوششوں کا جو وہ موت کو شکست دے کر زندگی کی طرف واپس پلٹ آئی تھی۔ ڈاکٹرز کے مطابق اس نے چوہے مار ادویات پھانکی تھیں جس سے اس کا معدہ چھلنی ہونے کا خدشہ تھا۔ اس کا زندہ بچ جانا ایک طرح سے معجزہ ہی خیال کیا جا رہا تھا۔ جب تک وہ ایمرجنسی وارڈ میں رہی، آزر کو اپنی جان سُولی پر لٹکی محسوس ہوتی رہی۔

اس دوران اس نے نہ تو کسی کا فون سنا، نہ ایک پل کے لئے بھی ہاسپٹل سے باہر گیا۔ جس وقت ڈاکٹرز نے اسے مومی کی زندگی خطرے سے باہر ہونے کی نوید سنائی، وہ پلکیں موندے، سر دیوار سے ٹکائے سُن بیٹھا تھا۔ اس کی زندگی کی نوید سننے کے بعد اسے زندگی اپنے اندر دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔

ڈاکٹرز کے مطابق مومی بے ہوشی میں مسلسل اپنی ماں اور باپ کے ساتھ آزر کو پکارتی رہی تھی۔ اس کے کمرے میں شفٹ ہونے کے بعد آزر نے گھر فون کر کے اپنی ماما اور دیگر افراد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کو اطلاع دی تھی۔ آسیہ بیگم کے ساتھ جس وقت مریم اور عینی نے کمرے میں قدم رکھا، وہ بے ہوش پڑی مومی کا ہاتھ تھامے، بیڈ پر اس کے سرہانے بیٹھا تھا۔

عینی کے اندر بے چینی سی پھیل گئی۔

مریم اور آسیہ بیگم، مومی کو چومتے ہوئے رو رہی تھیں۔ جبکہ اس نے آزر کے قریب جا کر اپنا ہاتھ اس کے مضبوط کندھے پر رکھا تھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے مومی کی؟"

"خطرے سے باہر ہے۔" آزر کے لہجے سے لگ رہا تھا، جیسے اسے بولنا دشوار لگ رہا ہو۔ وہ وہیں کھڑی رہی۔

"ٹینشن مت لو آزر! اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ انکل کو فون کیا ہے؟"

"نہیں۔ اس وقت انہیں پریشان کرنا مناسب نہیں۔" عقیل صاحب ملک سے باہر تھے، اس لئے آزر نے انہیں اطلاع نہیں دی۔ ویسے بھی مومی اب ہوش میں آ رہی تھی۔ آزر خاموشی سے اُٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ عینی بھی اس کے پیچھے ہی باہر آئی تھی۔

"کچھ پتہ چلا کہ مومی نے ایسا کیوں کیا؟"

"پتہ کس سے چلنا ہے؟ میں جانتا ہوں کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔" آزر کی آنکھیں اس لمحے جیسے جل رہی تھیں۔ عینی اس کے پہلو میں ٹِک گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"میں کئی دنوں سے یہ بات محسوس کر رہی تھی آزر! کہ وہ ٹینس ہے۔
شاید وہ تم سے بہت جنوں خیز قسم کی محبت کرتی ہے۔"
"وہ بہت پاگل ہے عینی! میں بچپن سے جانتا ہوں اسے۔ مگر پاگل پنمیں وہ کوئی ایسا احمقانہ قدم بھی اٹھا سکتی ہے، میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔" وہ پریشان تھا۔
عینی دیر تک اس کے پہلو میں بیٹھی اسے تسلیاں دیتی رہی تھی!

سوید بھائی!" ہلکی پھلکی کڑھائی کے سادہ سے پنک سوٹ میں تیار، بڑی سی سیاہ چادر میں لپٹی دل آویز جعفری رخصتی کے لئے تیار تھی جب وہ کسی کی پکار پر ٹھٹک کر رُک گیا۔
"جی" فوراً پلٹ کر پیچھے دیکھتے ہوئے اُس کی نگاہ بہت دل کش چہرے والی ایک خوب صورت سی لڑکی سے ٹکرائی تھی۔
"مم میرا نام مریم ہے۔ مریم عباس۔
دل آویز کی بہن اور بہت اچھی دوست ہوں۔ آپ سے کچھ کہنا تھا۔"
"جی فرمایئے۔" بے گانگی لئے اس کے لہجے میں عجیب سا رُوکھا پن تھا۔
مریم عباس سے اپنا مدعا بیان کرنا مشکل ہو گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"وہ میں آپ کو بتانا چاہتی تھی کہ دل آویز پاگل نہیں ہے وہ صرف ایک صدمے کے حصار میں ہے۔ ڈاکٹرز کے مطابق ماحول کا بدلاؤ اور ڈھیر ساری محبتیں اُسے اس صدمے کے حصار سے نکال سکتی ہیں۔"
"تو" سوید کو ذرا برابر اس قصے سے دلچسپی نہیں تھی۔
"تو تو آپ اس کا بہت خیال رکھئے گا۔ اسے بہت سارا پیار دیجئے گا۔ انکل نے اگر اس کے لئے آپ کا انتخاب کیا ہے تو یقیناً بہت سوچ سمجھ کر کیا ہو گا۔ وہ گوہرِ نایاب ہے، صدف ہے۔ اسے کبھی دُکھ مت دیجئے گا پلیز۔
"سامنے کھڑی خوب صورت لڑکی کی بھیگی پلکیں دیکھ کر وہ کہتے کہتے رہ گیا تھا۔
"ایسا ہی گوہر تھا تو گھر میں رکھتے۔ میری زندگی کیوں عذاب کر رہے ہو؟" مگر کہہ نہ سکا۔
"ٹھیک ہے۔ اور کچھ؟"
"نہیں۔" آنسو پینے کی ناکام کوشش کرتی وہ لڑکی نفی میں سر ہلا کر فوراً واپس پلٹی تھی اور تقریباً بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر کسی کمرے میں گُم ہو گئی تھی۔
سوید سر جھٹک کر، بِنا کسی سے ملے کمرے سے نکل آیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تھکن سے بے حال جس وقت وہ گھر واپس لوٹا، عبیرہ اس کے انتظار میں جلے پیر کی بلی کی مانند اِدھر سے اُدھر چکر لگا رہی تھی۔ دل آویز کو گاڑی سے راحیل جعفری صاحب باہر نکال کر گھر کے اندر لائے تھے۔ وہ یوں سرد اور گم سم تھی، جیسے برف سے نکال کر لائی گئی ہو۔ راحیلہ بی ایک سرسری سی نگاہ اس پر ڈال کر اپنے کمرے میں قید ہو گئی تھیں۔ ایسے میں راحیل جعفری صاحب کو مجبوراً سوید کو آواز دینی پڑی، جو اندر کمرے میں عبیرہ کے پاس بیٹھا، اسے ڈھیروں وعدے اور تسلیاں تھما رہا تھا۔

"جی بابا!" راحیل جعفری کی کڑک پکار پر وہ فوراً نیچے آیا تھا۔

"بیٹی کو کمرے تک تو لے جاؤ۔ یا یہ فرض بھی مجھے سر انجام دینا پڑے گا؟"

کوئی اور موقع ہوتا تو شاید وہ جواب میں کچھ کہتا مگر اس وقت تھکن سے بے حال وہ کچھ بھی کہنے سننے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ لہٰذا خاموشی سے دل آویز کا ہاتھ تھام کر اسے اوپر اس کے لئے مخصوص کئے گئے کمرے میں لے آیا۔

"بیٹھ جاؤ آرام سے۔ اگر بھوک لگے تو بتا دینا، کھانا لا دوں گا۔" اسے بیڈ پر بٹھا کر وہ پلٹ رہا تھا، جب دل آویز جعفری سکڑ کر خود کو سمیٹتی، دونوں پاؤں بیڈ کے اوپر رکھ کر بیٹھ گئی۔ وہ یوں خوف زدہ تھی، جیسے جنگل سے پکڑ کر شہر کے چوراہے پر لا کر کھڑی کر دی گئی ہو۔ سوید سر جھٹک کر بنا اُس کا دیدار کئے کمرے سے نکل آیا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

* * * * * * * * * * * * *

رات عبیرہ کے اطمینان سے سو جانے کے بعد وہ بے دلی سے اُٹھ کر دل آویز جعفری کے کمرے کی طرف آیا تھا۔ دروازہ آہستہ سے دھکیل کر جس وقت وہ کمرے میں داخل ہوا، ٹھٹک کر رک گیا۔ دل آویز جعفری، کمرے میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی عجیب دلچسپی سے آئینے کو دیکھ رہی تھی۔

خوب صورت نگاہوں میں عجیب سا خالی پن تھا، کسی بھی قسم کے داغ سے پاک، موم سے ڈھلا سرخ و سپید چہرہ اپنے تیکھے نقوش کی تمام تر دل کشی کے ساتھ اسے مبہوت کر گیا تھا۔ چاکلیٹ کلر سنہری بال شانوں پہ بکھرے، اسے دیومالائی حُسن کی نگری کا باسی ثابت کر رہے تھے۔ وہ اتنی نازک اور خوب صورت تھی کہ سوید کو بے ساختہ اس کا پیکر مٹی کے بجائے موم اور کانچ میں ڈھلا محسوس ہوا تھا۔

وہ اس کی چچازاد کزن تھی مگر عجیب اتفاق تھا کہ بچپن میں ایک دو بار سلام دعا کے علاوہ اس سے کبھی نہیں ملا تھا۔ شاید یہ ددھیالی رشتہ داروں سے نفرت تھی یا کچھ اور کہ وہ کبھی اپنے دیگر کزنز سے بھی نہیں مل سکا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

سوید کو لگا اگر وہ اس کے نزدیک جائے گا تو یقیناً کانچ کا وہ مجسمہ ٹوٹ کر بکھر جائے گا۔ لہٰذا گم سم سا دہلیز پر کھڑا وہ اسے تکتا رہا تھا۔ جو کافی دیر آئینے کے سامنے کھڑی رہنے کے بعد اب اس کی سطح پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیر کر نہ جانے کیا چیک کر رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ادھ کھلی لپ اسٹک اٹھائی تھی، اور اسے ہونٹوں کے ساتھ پورے چہرے پر مل لیا تھا۔

"دل آویز!" قطعی بے خودی کے عالم میں سوید نے اسے پکارا تھا اور وہ چونک کر پلٹی تھی۔

"آزر!" نگاہیں سوید کے پُرتھکن چہرے پر جمائے اس کے لبوں سے بے ساختہ نکلا تھا۔ سوید پھر بھونچکا سا رہ گیا۔

دل آویز جعفری اب اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

"کون ہو تم؟" اس کی آنکھوں میں خوف اور غصہ تھا۔ وہ بے مقصد اس کی طرف بڑھ آیا۔

"وہی جس کے ساتھ نصیب پھوٹے ہیں

تمہارے۔"

"جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔" ایک لمحے میں رنگ بدلا تھا۔ اس سے سوید کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہ مل سکا اور دل آویز جعفری نے دیکھتے ہی دیکھتے بیڈ سے تکیہ اُٹھا کر اُسے دے مارا۔

"چلے جاؤ میں جان لے لوں گی تمہاری۔ جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

بری طرح چلّاتے ہوئے اس سے پہلے کہ وہ دوسرا تکیہ بھی اُٹھا کر اسے دے مارتی، سوید نے پھرتی سے لپک کر اسے قابو کر لیا۔ اس کا بھاری ہاتھ اس کے منہ پر جم کر اس کی آواز کا گلا گھونٹ چکا تھا۔ وہ اس کی

مضبوط گرفت میں مچھلی کی طرح پھسل، تڑپ رہی تھی۔

"میں جانتا ہوں تم پاگل ہو۔ مگر میں تم سے بڑا پاگل ہوں۔ دماغ گھوم گیا تو سارا ماضی بھلا دوں گا، سمجھیں تم؟" مریم عباس کی آخری لمحوں میں کی گئی درخواست وہ قطعی بھلا چکا تھا۔

دل آویز جعفری کی حالت اس لمحے غیر ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس کا جسم اب سرد پڑ رہا تھا۔ ہاتھ پاؤں مڑنے لگے تھے۔ سوید کے ہاتھوں میں ہی اس کا خوشبوؤں سے مہکتا وجود ہوش و حواس سے بے گانہ ہو چکا تھا۔

سوید اس نئی افتاد کے لئے قطعی تیار نہیں تھا، تبھی اسے بیڈ پر سلا کر نیچے آیا اور پھر راحیلہ بی کی منت کر کے انہیں اوپر دل آویز کے پاس لے آیا۔

اگلے پندرہ منٹ کے بعد وہ عبیرہ کے پہلو میں لیٹا سونے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

****

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

دل آویز کو محفوظ ہاتھوں میں سونپنے کے بعد عقیل جعفری اپنی بیگم کے ساتھ دوبارہ بیرون ملک واپسی کی تیاری کر رہے تھے۔ فضیلہ بی کی رحلت کے بعد انہیں اس ماحول میں اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس

ہو رہا تھا۔ انہی کی خواہش پر راحیل جعفری صاحب نے دل آویز کو ان سے ملوانے کے لئے سوید کے ساتھ "عقیل منزل" بھیجا تھا۔

عبیرہ کا حال دیکھنے والا تھا۔ وہ اس کے ساتھ جانا چاہتی تھی مگر سوید نے منع کر دیا۔ کیونکہ وہ اس کے معاملے میں ذرا سی لاپروائی کا متحمل ہونا بھی نہیں چاہتا تھا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا تھا جب راحیل جعفری صاحب، دائیں بازو کے حلقے میں دل آویز کو لئے گاڑی کے قریب چلے آئے۔

پھر خود اپنے ہاتھوں سے گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے سوید کے برابر فرنٹ سیٹ پر بٹھایا تھا اور یہ سب اوپر سوید کے کمرے کے ٹیرس پر کھڑی عبیرہ بخوبی دیکھ رہی تھی۔

دل آویز کے ہوش رُبا حُسن کے باوجود سوید آزر کی اس لاتعلقی نے اسے قدرے اطمینان بخشا تھا۔ راحیل جعفری، سوید کو دل آویز کا خاص خیال رکھنے کی تلقین کرتے واپس پلٹے تھے کہ ابھی تھوڑی دیر میں انہیں بھی گاؤں کے لئے روانہ ہونا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

سوید، دل آویز کی ہمراہی میں ابھی چند فرلانگ کا فاصلہ ہی طے کر پایا تھا کہ وہ جو پتھر کی مورت بنی، گم سم سی کھڑکی کے اس پار باہر کے نظاروں میں کھوئی تھی، اچانک بول اُٹھی۔

"رُکو رُک جاؤ پلیز رُک جاؤ۔"

سوید کا پاؤں اس کی صدا پر فوراً سے پیشتر بریک پر جا پڑا تھا۔ گاڑی رُکتے ہی اس نے تھوڑی سی تگ و دو کے بعد اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور سرپٹ سڑک پر بھاگ کھڑی ہوئی۔

"آزر! آزر رک جاؤ۔ میری بات سنو آزر!

پلیز۔" بھاگنے کے ساتھ ساتھ وہ اب چلّا بھی رہی تھی۔ سوید ہکا بکا اُسے دیکھتا رہ گیا۔ سڑک پر لوگ اب رُک رُک کر اُس کی عزت کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ تاہم اس سے پہلے کہ وہ لپک کر اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اسے قابو کرتا، وہ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے دیوانہ وار کسی گاڑی کے پیچھے بھاگتے ہوئے ایک موٹر سائیکل کی زد میں آ گئی۔

حادثہ اس قدر اچانک تھا کہ سوید کو کچھ کرنے کا موقع ہی نہ مل سکا۔ وہ تو موٹر سائیکل والے کی سپیڈ آہستہ تھی، جس کی وجہ سے بچت ہو گئی ورنہ پتنگے کی طرح جس طرح سے وہ ٹکرائی تھی، اسے خاصی شدید قسم کی چوٹیں بھی لگ سکتی تھیں، جو جان لیوا ثابت ہوتیں۔

سوید فوراً سے پیشتر گاڑی سے نکل کر اس کی طرف بڑھا تھا، جو سڑک پر اوندھے منہ پڑی تھی۔ یقیناً اس کے چہرے اور پیشانی پر زخم آئے تھے۔ وہ سرسری اس کا جائزہ لینے کے بعد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس کا نازک سا وجود بانہوں میں سمیٹ کر اسے سسرال لے جانے کے بجائے سیدھا ہاسپٹل لے آیا تھا۔ تھوڑی دیر میں عقیل جعفری اور ان کی مسز کے ساتھ مریم عباس بھی اس کی اطلاع پر وہاں موجود تھی۔

ڈاکٹرز کے اچھی طرح اطمینان دلانے کے بعد مسٹر اور مسز عقیل کو دل آویز کے پاس چھوڑ کر وہ مریم عباس کے ساتھ اس کے کمرے سے باہر آیا تھا۔

"مس مریم! اگر آپ محسوس نہ کریں تو میں آپ سے کچھ جاننا چاہتا ہوں۔"

"کیا جاننا چاہتے ہیں؟" اس کے چہرے پر اب بھی یاسیت پھیلی تھی۔ وہ اس کے ساتھ چلتے چلتے رک گیا۔

"آزر! کون ہے؟" مریم اس سے جس سوال کی توقع نہیں کر رہی تھی، وہی پوچھ لیا تھا اس نے۔ وہ چپ چاپ سی چند لمحوں تک خود سے اُلجھتی رہی، پھر بولی۔

"بھائی تھا میرا کچھ عرصہ پہلے ایک حادثے میں ڈیتھ ہو گئی ان کی۔"

"اوویری سیڈ۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ دل آویز کا اس سے کیا رشتہ تھا؟"

"بچپن کا دوست تھا اس کا اور

فیانسی بھی۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"بس میرا مطلب ہے، دوست اور فیانسی تھا تو لازمی طور پر دل اس سے محبت بھی کرتی ہو گی۔"

"پتہ نہیں۔ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں بس صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہ اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ بہت پیار تھا انہیں دل آویز سے۔"

"ہوں کیا یہی وہ صدمہ ہے جس کا ذکر آپ اس دن کر رہی تھیں؟"

"جی ہاں۔" اب کے مریم نے اپنے آنسو چھپانے کے لئے ذرا سا رخ پھیر لیا تھا۔

دل آویز کسی طور اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھی کہ آزر بھائی اب اس دنیا میں نہیں رہے، اسی لئے وہ جو بھی ان سے ملتا جلتا انسان دیکھتی ہے، اس کے پیچھے بھاگتی ہے، اسے آزر بھیا سمجھ کر اس سے باتیں کرتی ہے۔ اگر کبھی کوئی اسے ہرٹ کرے، تب زیادہ یاد آتے ہیں وہ اسے۔

اسی لئے میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ کا بھرپور خیال رکھے گا۔"

"آپ شاید مجھے کرائے کا انسان سمجھتی ہیں مس مریم! جس کی اپنی کوئی زندگی، کوئی پسند و ناپسند نہیں۔"

مریم عباس کی روداد سننے کے بعد اس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا۔

وہ گم سم سے انداز میں سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"میری کزن ہے عبیرہ۔ بچپن سے دونوں ساتھ پلے بڑھے ہیں میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں مس مریم! اور وہ بھی بہت خیال رکھتی ہے میرا۔ آپ کو شاید یہ جان کر شاک لگے کہ میں آل ریڈی اس کا شوہر ہوں ایسا شوہر جس کی تقسیم کے لئے وہ دلی طور پر کسی طور راضی نہیں تھی۔"

اُس کا رخ مریم عباس کی طرف نہیں تھا ورنہ وہ اس کے چہرے پر بکھرنے والی زردی کو ضرور دیکھ لیتا۔ تاہم اس کے سفید دودھیا ہاتھوں کی گرفت کو ریڈور میں دھرے لکڑی کے بینچ پر مضبوط ہوئی تھی۔

"آزر بھیا کی رحلت کے بعد میرے لئے یہ دوسری بڑے دکھ کی خبر ہے۔"

اس کی بھیگی آواز پر وہ اس کی طرف پلٹا تھا۔ مگر مریم عباس بنا اس کی طرف دیکھے پیچھے پلٹتے ہوئے تیز تیز چلتی کوریڈور سے نکل گئی تھی۔ وہ دور تک بجتے سیل سے بے نیاز اُس کے تیزی سے اُٹھتے ہوئے قدموں کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

****

دل آویز جعفری کی حالت قدرے سنبھل گئی تھی۔

سوید نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ ایک عرصے کے بعد بہت سا وقت اس نے عقیل جعفری کے ساتھ بِتایا تھا، جو ماضی کے دھندلکوں میں کھوئے، بہت دیر تک اسے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس کی بچپن کی بہت سی باتوں کے ساتھ ساتھ خود سے اس کی اُنسیت کے قصے بھی سناتے رہے تھے۔

سوید کو پہلی بار احساس ہو رہا تھا کہ نفرت کے چکر میں ددھیالی رشتہ داروں سے قطع تعلق کوئی ایسا بھی احسن اقدام نہیں تھا۔

عقیل صاحب اور ان کی بیگم کے ساتھ مریم عباس بھی لندن واپس اپنے والدین کے پاس جا رہی تھی۔ سوید کی نگاہیں بار بار اس کی گود میں سر رکھے لیٹی دل آویز جعفری کی سمت اُٹھ رہی تھیں۔ جو جانے کس احساس کے تحت یک ٹک ٹکٹکی باندھے اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔

مسز عقیل کھانا لگوا رہی تھیں جبکہ عقیل صاحب اب اس سے کہہ رہے تھے۔

"مجھے تمہارے جذبات و احساسات کا پورا خیال ہے سوید! میں کسی طور تمہاری طرف سے عبیرہ بیٹی کے حقوق میں زیادتی کا خواہش مند نہیں۔ کیونکہ وہ بھی مجھے اتنی ہی عزیز ہے جتنی کہ مومی۔"

"مومی؟" سوید کے لئے یہ نام قطعی غیر شناسا تھا، تبھی وہ چونکے بغیر نہ رہ سکا تھا۔ عقیل جعفری صاحب اب اسے وضاحت دے رہے تھے۔ "ہوں۔ مومی، دل آویز کا نِک نیم ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

جب یہ چھوٹی سی تھی تو بالکل موم کی گڑیا دکھائی دیتی تھی۔ اسی لئے اس کی آنٹی نے پیار سے اس کا نام مومی رکھ دیا تھا۔ گھر میں اور گھر سے باہر اپنی فرینڈز کے لئے دل آویز صرف مومی ہی ہے۔" بڑے پیار سے

بتاتے ہوئے ایک آسودہ سی مسکراہٹ نے ان کے لبوں کا احاطہ کر رکھا تھا۔

سوید کی نگاہ ایک مرتبہ پھر مومی کے شفاف چہرے کو چھو کر پلٹ آئی۔

عین اسی لمحے اس کے سیل پر عبیرہ کی کال آئی تو وہ عقیل صاحب سے معذرت کر کے سائیڈ پر چلا آیا۔

"ہیلو"!

"ہاں سوید! کہاں ہو؟ میں کب سے کھانا بنا کر تمہارا ویٹ کر رہی ہوں۔ آئے کیوں نہیں ابھی تک؟" اس کے ہیلو کہتے ہی وہ شروع ہو گئی تھی۔

سوید کو مجبوراً جھوٹ کا سہارا لینا پڑا۔

"دل آویز کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے بیہ! میں ابھی نہیں آ سکوں گا۔"

"کیوں؟ تم اُس کے ڈاکٹر ہو یا اس کے پاپا ابھی سے کوچ کر گئے ہیں پاکستان سے؟" اُسے اُس کی معذرت چبھی تھی۔ سوید دھیرے سے مسکرا دیا۔

"ڈاکٹر نہ سہی، اُس کا شوہر تو ہوں۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"جی نہیں۔ تم صرف اور صرف میرے ہو اچھا اس کے ساتھ محض کاغذی تعلق ہے تمہارا۔ یاد رکھنا سوید! اگر تم نے اسے پیار کرنے یا چھونے کی کوشش کی تو میں اپنی جان دے دوں گی۔" وہ جذباتی تھی اور اس وقت بھی اس نے جذباتیت کا مظاہرہ ہی کیا تھا۔ وہ پھر مسکرا دیا۔

"بے وقوف ہو تم اور کچھ نہیں۔ ایک پاگل لڑکی سے بھی خدشات لاحق ہیں تمہیں؟"

"لڑکی پاگل ہے تو کیا ہوا؟ لڑکا تو پاگل نہیں ہے نا۔ ویسے بھی تم مردوں کی رال ٹپکتے دیر نہیں لگتی۔"

"اچھا۔ مگر آپ بھول رہی ہیں محترمہ! کہ اس مرد کو اس شادی کے لئے مجبور کرنے والی بھی آپ ہی تھیں۔"

"ہاں تو شادی کے لئے مجبور کیا تھا نا۔ رومینس بگھارنے کے لئے نہیں۔" وہ پھر جلی تھی۔

سوید اس بار ہنس پڑا۔

"شادی ہو گئی تو اب شریعت کی رُو سے رومینس بھی ضروری ہے۔ ورنہ اللہ کا گنہگار ہوں گا۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"اوکے کرو رومینس جب فارغ ہو جاؤ تو آ کر میری قبر پر فاتحہ بھی پڑھ جانا۔" اس بار سلگ کر کہتے ہوئے اس نے لائن ڈس کنکٹ کر دی تھی۔ سوید ہنس پڑا۔ دل آویز اب بھی اسے دلچسپ نگاہوں سے ہنستے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

"کتنی پیاری لڑکی ہو تم۔ ذرا جیلس نہیں ہوتیں اپنی سوتن سے۔ خیر، ہو بھی کیسے سکتی ہو؟ میں کون سا تمہارا آزر عباس ہوں۔" پلٹ کر عقیل صاحب کی طرف بڑھتے ہوئے اس کی نگاہ پھر دل آویز کی نگاہ سے ٹکرائی

تھی اور اس نے دل ہی دل میں جیسے اس سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

عبیرہ سے بات ہونے کے بعد اس کی کوشش فوراً گھر واپسی کی تھی۔

مگر عقیل صاحب نے اسے کھانا کھائے بغیر اُٹھنے ہی نہیں دیا۔ کھانا کھانے کے بعد وہ اُٹھنے لگا تو مریم نے دل آویز کو بھی ساتھ تیار کر دیا۔

"مومی بھی آپ کے ساتھ جائے گی سوید بھائی! اب اس کی طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔" وہ ٹھٹکا تھا، ایک نظر عقیل صاحب اور مسز عقیل پر بھی ڈالی تھی، مگر ان کی نگاہیں بھی مریم کے الفاظ کی ترجمانی کر رہی تھیں۔ وہ خاموشی سے اثبات میں سر ہلا کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مریم نے اسے شانوں سے تھامے تھامے سوید کے برابر گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر لا بٹھایا تھا۔ وہ تمام راستے خاموش سی یوں بیٹھی رہی تھی، جیسے گاڑی میں بالکل اکیلی ہو۔ جس وقت وہ گھر پہنچے، خاصی دیر ہو چکی تھی۔ عبیرہ بے چین سی ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی بظاہر نیوز دیکھ رہی تھی مگر اصل میں اُسے سوید کی واپسی کا انتظار تھا۔

اب جو گاڑی کے ہارن پر وہ الرٹ ہو کر بیٹھی تھی، سوید کے ساتھ دل آویز کو دیکھ کر اس کا دل جیسے جل کر راکھ ہو گیا۔

سوید کے مطابق اگر اس کی طبیعت بہت خراب تھی تو پھر وہ اپنے پاؤں پر چل کر اس کے ساتھ گھر کیسے آ گئی تھی؟ ہزار وسوسے تھے جو اس کے صرف ایک جھوٹ کی آڑ میں اس کے دماغ میں گھس آئے تھے۔

اُس کا شدت سے دل چاہا تھا کہ وہ سوید کو دو چار تھپڑ رسید کر کے پھر خوب روئے۔ سوید اُسے لاؤنج میں بیٹھے دیکھ کر فوراً اس کی طرف لپکا تھا۔

"بیبہ! آئی ایم سوری۔ میں"

"جسٹ شٹ اپ سوید! جھوٹ کی بھی حد ہوتی ہے کوئی۔" اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔

سوید کی مشکل بڑھ گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"میری بات تو سنو یار"!

مجھے کچھ کہنا سننا نہیں۔ جاؤ عیش کرو اپنی نئی نویلی بیگم کے ساتھ۔" غصے سے کہتے ہی وہ سیڑھیوں کی طرف لپکی تھی۔ سوید نے بھاگ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔

"اتنی جلدی بدگمان ہو گئیں عبیرہ؟"

"بازو چھوڑو میرا۔" وہ اُس کی طرف دیکھنے کی روادار بھی نہیں تھی۔

سوید دکھ کی شدت سے اسے دیکھتا، زبردستی اس کا ہاتھ تھام کر اسے اوپر اپنے بیڈ روم میں لے آیا تھا۔

"ہے اتنا حوصلہ تم میں کہ مجھے کسی دوسری عورت کے ساتھ عیش کرتے دیکھ سکو۔" اس کی آنکھوں میں سرخی تھی۔ عبیرہ چپ چاپ رو پڑی۔

"نہیں ہے نا، اسی لئے کہتا ہوں بیہ!

میرے ضبط کا امتحان مت لیا کرو۔ ہزار بار کہہ چکا ہوں میرا جسم، میری روح، میری ہر سوچ صرف تمہارے لئے ہے۔ تمہارا پیار اتنا کافی ہے میرے لئے کہ کسی اور کے لئے کچھ سوچنے کی ضرورت ہی نہیں۔" اس بار نرمی سے کہتے ہوئے اس نے عبیرہ کو اپنے حصار میں لیا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وہ کتنی ہی دیر خفا خفا سی اس کے سینے سے لگی روتی رہی تھی۔ سوید تو بھول ہی گیا کہ وہ نیچے لاؤنج میں دل آویز عرف مومی نامی ایک حادثاتی پاگل لڑکی کو اکیلا ہی چھوڑ آیا ہے، جو سکڑی سمٹی سی، لاؤنج میں دھرے ٹی وی پر نگاہ پڑتے ہی سسک اُٹھی تھی۔

"آزر!" بے خودی میں اُس کے لب بار بار اسی نام کا وِرد کر رہے تھے جبکہ باہر شب جیسے اس پر ہنستے ہوئے آہستہ آہستہ آگے سرکتی جا رہی تھی۔

****

اب کیسی طبیعت ہے مومی؟" آسیہ بیگم، مومی کے پاس بیٹھی اس سے باتیں کر رہی تھیں۔

جب عینی نے مریم کے ساتھ وہاں انٹری دیتے ہوئے پوچھا۔

مومی کی نگاہیں اُٹھی تھیں اور اس کے ساتھ آزر کو نہ پا کر دوبارہ پلٹ گئی تھیں۔

"ٹھیک ہوں۔" گھر کے سب افراد کے ساتھ ساتھ وہ عینی سے بھی عجیب سی جھجک اور شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔ جانے اُس کی بزدلی کے بارے میں وہ بھی کیا سوچتی ہو گی۔

مریم بیڈ پر اس کے پہلو میں آ بیٹھی تھی۔

"تم بہت بری ہو مومی! قسم سے۔"

منہ اس کے کان میں گھسیڑتے ہوئے اس نے گلہ کیا تھا۔ مومی کے لبوں پر ایک افسردہ سی مسکان بکھر گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ہوں صحیح کہتی ہو مریم!" وہ نہ جانے کس سوچ کے حصار میں تھی۔

عین اسی لمحے آزر نے کمرے میں قدم رکھا تھا۔ پُر شکن کپڑوں اور نیند کی کمی سے سرخ تھکی تھکی سی آنکھوں کے ساتھ اس کا حال مومی پر خوب واضح ہو رہا تھا، مگر وہ زیادہ دیر اس پر نگاہ جما کر نہ رکھ سکی تھی۔

"آزر بیٹے! تھوڑی دیر گھر جا کر آرام کر لو۔ پچھلے تین روز سے بے آرام ہو۔ "

مسز عقیل اس پر نگاہ پڑتے ہی بولی تھیں۔ مگر وہ سرسری سی نگاہ مومی پر ڈالتے ہوئے اس کے بیڈ کے کنارے پر ٹِک گیا۔

"میں ٹھیک ہوں آنٹی! البتہ آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ پلیز آپ لوگ گھر جایئے۔ صرف آج کی رات ہے۔ کل اللہ نے چاہا تو مومی ہمارے گھر ہو گی۔"

ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو کے ساتھ رف حلیے میں بھی وہ بے حد پیارا لگ رہا تھا۔ مومی نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لیں۔

"میرا خیال ہے، میں مومی کے پاس رک جاتی ہوں۔ آپ لوگ جائیں۔ "عینی بروقت بولی تھی مگر آزر نے اس سے اتفاق نہیں کیا "نہیں۔ میں نے کہا نا، میں یہاں ہوں۔ تم گاڑی ڈرائیو کر سکتی ہو۔ پلیز، مما اور آنٹی وغیرہ کو گھر لے جاؤ۔ انہیں مجھ سے زیادہ آرام کی ضرورت ہے۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وہ ضدی تھا۔ عینی، مومی کے سامنے اپنا بھرم کھونے کے ڈر سے نہ چاہتے ہوئے بھی تیار ہو گئی۔ باہر شام گہری ہو رہی تھی۔ آزر سب کو رخصت کرنے کے بعد کمرے میں واپس آیا تو مومی

ڈبل تکیے پر سر رکھے لیٹی پلکیں موند گئی تھی۔ وہ چپ چپ سا اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"تمہیں پتہ ہے مومی! آج تمہارا برتھ ڈے ہے؟" اچانک وہ بولا تو مومی کی آنکھیں پٹ سے کھل گئیں۔

"کبھی کبھی مجھے تم پر اتنا شدید غصہ آتا ہے کہ تمہارا حشر نشر کرنے کو جی چاہتا ہے، مگر اگلے ہی پل میں خود کو قطعی بے بس محسوس کرتا ہوں۔ سمجھ میں نہیں آتا، تمہارا کیا کروں؟"

"ایم سوری آزر! ایم رئیلی ویری سوری۔" وہ اس کے سامنے پھر رو پڑی تھی۔ آزر تڑپ اُٹھا۔

"کس بات کی سوری؟" اپنے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اس نے پوچھا جب وہ بولی۔

"میں بہت خود غرض ہوں۔ بچپن سے اب تک میں نے صرف اپنے لئے سوچا ہے۔ اپنی خوشی، اپنے غم کے لئے میں جو سانس بھی تمہارے لئے لیتی ہوں، تمہارے لئے تو کبھی سوچ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہی نہیں سکی۔ بہت تنگ دل ہوں میں آزر! پلیز مجھے معاف کر دو۔" وہ اب بھی اپنی سوچ کے حصار میں تھی۔ آزر کے لب ہلکے سے مسکرا دیئے۔

"شکر ہے، تمہیں اس بات کا احساس تو ہوا کہ تم کتنی بری ہو۔" مومی کا نرم و نازک سا ہاتھ اس کی گرفت میں تھا۔ وہ سر جھکا کر بے وجہ مسکرا دی۔

"ہوں مگر تم بہت اچھے ہو۔ تبھی تو ہر مشکل میں سب سے پہلی صدا میں تمہیں دیتی ہوں۔"

"وہ تو میں ہوں خیر آئندہ اگر تم نے ایسی کوئی فضول حرکت کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھنا مومی! میں سچ مچ تمہارا حشر نشر کر کے رکھ دوں گا۔" دھیمے سے مسکراتے ہوئے وہ فوراً سنجیدہ ہوا تھا۔ مومی نم آنکھوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتی آزر! ایک پل بھی نہیں۔" اس کی آنکھیں آزر کے چہرے پر جمی چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں مگر ہونٹوں پر چپ کا بھاری قفل پڑا تھا۔

تھوڑی دیر بعد یونہی آزر کو دیکھتے، اس سے باتیں کرتے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ مگر وہ اس رات بھی نہیں سویا تھا۔ مومی کا کمبل ٹھیک کر کے۔ دیر تک اس کے سرہانے بیٹھا وہ اس کے دل کش مومی چہرے کو دیکھتے ہوئے بِنا اپنی تھکن کی پروا کئے، جاگتی آنکھوں سے جانے کیسے کیسے خواب دیکھتا رہا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

مومی! درد تو نہیں ہو رہا؟" آزر کا اس کے کمرے میں پانچواں چکر تھا۔

مومی کا دل اس کی اس درجہ توجہ پر خوشی سے بھر گیا۔

"نہیں۔" نگاہ اس کے چہرے پر جمائے جمائے اس نے نفی میں سر ہلایا تھا جب وہ بولا۔

"تو پھر کچھ کھا کیوں نہیں رہی ہو؟"

"میری مرضی۔" وہ اسے تنگ کرنے کے موڈ میں تھی۔" آزر مسکرا دیا۔

"نہیں باز آؤ گی نا تنگ کرنے سے؟"

"اوں ہوں۔" نفی میں گردن ہلاتے ہوئے اس نے آزر کی مسکراہٹ گہری کی تھی۔

"بہت پٹائی کروں گا سوچ لو۔"

"سوچ لیا۔"

"چلو پھر ٹھیک ہے۔ میرا ارادہ آج تمہیں کچھ دکھانے کا تھا، مگر تم تنگ کرنے سے باز نہیں آؤ گی تو پھر میں کچھ نہیں دکھانے والا۔" اب وہ اسے بلیک میل کر رہا تھا۔ مومی اسے دیکھتی رہ گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"میرا کچھ بھی کھانا تمہارے لئے اتنا ضروری تو نہیں آزر!" وہ کہے بغیر نہیں رہ سکی تھی۔

جواب میں آزر نے ایک ہلکی سی چپت اس کے سر پر رسید کر دی۔

"تم پاگل ہو اور کچھ نہیں۔ چلو شاباش یہ سُوپ پیو۔ پھر میں تمہیں آؤٹنگ پر لے کر چلتا ہوں۔"

"کیا عینی بھی ساتھ جائے گی؟"

"نہیں ابھی صرف ہم دونوں جا رہے ہیں اور بس۔" کتنا مہربان ہو رہا تھا وہ اس پر۔ مومی کے لئے سوسائیڈ کرنے کی یہ کوشش، جس کی وجہ اس نے کسی کو بھی نہیں بتائی تھی، بہت سود مند رہی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے کے بعد آزر اسے خود اپنے ہاتھوں سے سُوپ پلا کر باہر گاڑی تک لے آیا تھا۔

مسز عقیل اور آسیہ بیگم کے ساتھ ساتھ مریم اور عینی بھی اس وقت لان میں بیٹھے، مومی کے نصیب پر رشک کر رہے تھے۔ آسیہ بیگم کا ارادہ جلد از جلد دونوں بیٹوں کے فرض سے سبکدوش ہو جانے کا تھا اور اس سلسلے میں مومی کے بعد اپنے بڑے بیٹے کے لئے ان کی نظر عینی پر تھی، جس کے دل میں صرف اور صرف آزر کے لئے پیار تھا، یاسر عباس کے لئے نہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تاہم گھر میں کوئی بھی اس بات سے آگاہ نہیں تھا۔

مومی کو ایک مدت کے بعد زندگی بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

"آزر! ایک سوال پوچھوں، سچ سچ جواب دو گے؟"

"پوچھو۔" تمام مصروفیات بھلائے وہ صرف اُس کا ہو کر رہ گیا تھا۔

"کیا اب بھی تم کسی سے پیار نہیں کرتے؟"

"کرتا ہوں۔" آزر اُس کی اُلجھن سمجھ رہا تھا، تبھی مسکرا دیا۔

"کس سے؟"

"یہ تمہیں کیوں بتاؤں؟ کچھ تو سیکرٹ بھی رہنے دو۔"

"کیوں کیا اب میں تمہاری دوست نہیں رہی؟"

"دوست ہو، اسی لئے تو بتا نہیں رہا۔

تمہارا کوئی پتہ چلتا ہے، کب کیا کر دو۔

ویسے بہت جلد اس راز سے پردہ اُٹھنے والا ہے، کیونکہ میں نے مما سے کہہ دیا ہے، جلدی سے میری شادی کر دیں۔

نہیں تو پھر کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" اس کی مسکراہٹ مومی کی اُداسی میں اضافہ کر رہی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

وہ پھر کتنی ہی دیر تک اس سے کوئی سوال نہ کر سکی۔ آزر نے گاڑی ایک زیر تعمیر عمارت کے سامنے روکی تو اس کا انہماک ٹوٹا۔

"آؤ مومی! تمہیں وہ تاج محل دکھاؤں جو میں نے اپنی ممتاز بیگم کے لئے تعمیر کروایا ہے۔

"وہ اتنا خوش اور پُر جوش تھا کہ مومی اس کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کے دباؤ سے اس کی شدت محسوس کر سکتی تھی۔

"یہ دیکھو، یہ لان ہے۔

یہاں میں دنیا بھر سے نایاب قسم کے پودے اور پھول لا کر لگاؤں گا اور پھر میں اور میری ممتاز بڑھاپے میں اپنے بچوں سے روٹھ کر یہیں ایک دوسرے کا غم بٹانے کے لئے پہروں بیٹھے رہیں گے۔ اور یہ دیکھو، یہ اطالوی طرز کا کچن ہے۔ جب میں آفس سے تھک کر آیا کروں گا تو میری ممتاز یہیں ملا کریں گی مجھے۔ اور یہ یہ ہمارا بیڈ روم ہے۔

میں اس کی دیواروں پر اتنا دیدہ زیب پینٹ کرواؤں گا کہ میرے گھر سے جانے کے بعد بھی میری ممتاز کا دل اس کمرے سے نکلنے کو نہیں چاہے گا۔"

اپنی ہی خوشی اور جوش میں وہ اسے اپنے ساتھ ساتھ کھینچتا اپنا سب سے چھپ کر خفیہ خریدا ہوا گھر دکھا رہا تھا۔ اس لمحے مومی کو وہ وہی لندن والا آزر عباس لگ رہا تھا،

جس نے اپنی ایسی ہی حرکات سے اس کے دل میں اپنے پیار کی شمع روشن کی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"اور یہ دیکھو۔ یہاں ہمارے بیڈ روم کے ٹیرس سے شام ڈھلنے اور پھر سورج نکلنے کا منظر اتنا دل فریب لگتا ہے کہ جب بھی میری ممتاز کا مجھ سے کسی بات پر جھگڑا ہوا کرے گا،

وہ مجھے روتی بسورتی، تمہاری طرح گلے شکوے کرتے یہیں بیٹھی ملا کرے گی۔ یہ تاج محل اسی کی ملکیت ہو گا مومی"!

جگمگاتی سیاہ نگاہوں میں ڈھیروں خواب سجائے وہ اسی کھڑکی کے پٹ سے ٹیک لگائے کھڑا دونوں بازو سینے پر باندھے، خواب ناک لہجے میں کہہ رہا تھا۔ مومی نم پلکوں سے یک ٹک اسے دیکھتی رہی۔

"تم بہت بری ہو مومی! قسم سے، نہ تم کوئی فضول حرکت کرتیں، نہ میں تمہیں ابھی یہاں لاتا۔ یہ تاج محل، اپنی مکمل تکمیل تک میرے گھر والوں کے لئے ایک سرپرائز ہے۔" فوراً اپنے خوابوں کے سحر سے نکلتے ہوئے اس نے پھر مومی کو سرزنش کی۔ وہ سر جھکائے چپ کھڑی رہی۔

"چلو آؤ مارکیٹ چلیں۔ تمہارا برتھ ڈے گفٹ ڈیو ہے مجھ پر۔" انتہائی مصروف انداز میں دوسرے ہی پل اس کا ہاتھ تھام کر پھرتی سے وہ بالائی منزل سے نیچے اُتر آیا۔ مومی کا دل ان لمحوں کے لئے امر ہو جانے کی دعا کر رہا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"یہ رِنگ دیکھو۔ اچھی ہے نا؟ میری ممتاز کے ہاتھ میں بہت پیاری لگے گی۔" مارکیٹ پہنچ کر سب سے پہلے وہ جیولرز شاپ میں گھسا تھا۔ مومی نے رِنگ فوراً اُنگلی سے اُتار دی۔ "چلو، ڈریس دیکھتے ہیں۔ ہو سکتا ہے نیکسٹ وِیک میں میری مما میری شادی کا فنکشن رکھ دیں تو اچھے کپڑے تو ہونے چاہئیں نا تمہارے پاس۔"

اپنے ہی انداز میں کہتا، بِنا اُس کے احساسات کی پروا کئے، وہ اب اسے ساتھ لئے بوتیک میں گھس رہا تھا۔

مومی جیسے بے اختیار سی اُس کے ساتھ کھنچتی جا رہی تھی۔

"یہ بلیک ڈریس دیکھو۔ پیارا ہے نا؟"

"جی نہیں۔ تمہاری شادی پر بلیک ڈریس نہیں پہننا مجھے۔" پہلی بار اس نے لب کھولے تھے۔ آزر کن انکھیوں سے اس کی طرف دیکھتا زیرِ لب مسکرا دیا۔

"اور کیسا ڈریس پہننا ہے میری شادی پر؟"

"جیسا تمہاری بیوی پہنے گی، بالکل ویسا ہی۔"

"نہیں یار! وہ تو دُلہن ہو گی۔ تم کوئی دُلہن تھوڑی ہو گی؟"

"تو کیا ہوا؟ بس مجھے یہ بلیک ڈریس نہیں پہننا۔"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"تم یہی بلیک ڈریس پہنو گی۔ بس میری پسند ہے یہ۔" وہ ضدی ہوا تھا۔ مومی بھی ضد میں آ گئی۔

"میں یہ بلیک ڈریس نہیں پہنوں گی۔ اتنا ہی پسند ہے تو اپنی محبوبہ کو گفٹ کر دو۔"

"اوکے، یہ بھی ٹھیک ہے۔ چلو پھر تم یہ بلیو سوٹ پہنو گی۔ یہ بھی بہت اچھا لگا ہے مجھے۔" ڈارک بلو سوٹ جس پر خالص نگینوں کا ہلکا پھلکا کام ہوا تھا، اُٹھاتے ہوئے اس نے کہا تو مومی چڑ گئی۔

"مجھ پر فرض نہیں ہے کہ تمہاری پسند کا ڈریس ہی پہنوں۔ اب میری اپنی بھی کوئی پسند ہے۔"

"گولی مارو اپنی پسند کو۔ بس تم یہ بلو سوٹ پہنو گی۔ چلو اب چوڑیاں دلاؤں تمہیں۔"

"مجھے نہیں لینی چوڑیاں۔ بس اب گھر چلو۔"

"اوں ہوں تمہارے ہاتھوں میں چوڑیاں بہت اچھی لگتی ہیں۔ وہ تو شکر کرو، ابھی عینی ساتھ نہیں آئی۔ ورنہ اس نے تو ساری جیب خالی کروا دینی تھی میری۔ کل اُس کے حوالے سے بھی ایک زبردست سرپرائز دوں گا تمہیں۔" وہ ایک لمحے کے لئے بھی اس کا ہاتھ نہیں چھوڑ رہا تھا۔ مومی کے اندر کی ساری خوشی ماند پڑ گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"چلو اب مزے کی آئس کریم کھلاتا ہوں تمہیں۔ زیادہ ہیوی کھانا تو کھا نہیں سکو گی تم۔"

رنگا رنگ چوڑیوں کے کئی پیکٹ اپنی پسند سے خریدنے کے بعد وہ اس سے کہہ رہا تھا۔

مومی لاتعلق سی چپ چاپ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"آج بڑے فیاض اور مہربان ہو رہے ہو۔

خیر ہے نا؟"

"ہوں، تمہیں کیا لگتا ہے خیر نہیں ہے؟" وہ ہنسا تھا۔ مومی خاموش رہی۔

"میرا دل چاہتا ہے مومی! بس آج تم میرے ساتھ رہو بہت دیر تک۔"

"کیوں، کیا آج کے بعد تم پر پابندی لگ جائے گی؟"

"کیا پتہ؟" شانے اچکاتے ہوئے اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور مسرور سا فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ایک نظم سنو گی؟" وہ خاموش سی کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی، جب آزر گاڑی کو مین روڈ پر لاتے ہوئے بولا۔

"ہوں نہیں بھی سنوں گی تو تم کون سا سنائے بغیر رہ جاؤ گے؟" وہ اس کے الفاظ پر مبہم سا مسکرایا تھا۔

"خاصی سمجھ دار ہو گئی ہو۔" مومی نے اسے ایک نظر دیکھا اور پھر نگاہ پھیر لی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پاگل لڑکی تم سے مل کر یوں لگتا ہے

جیسے خواب کی رانی تُو ہے

میری پریم کہانی تُو ہے

تیری اُٹھتی گرتی پلکیں

نین کٹیلے، ہونٹ رسیلے

مل جل کر بے کل کرتے ہیں

دوش زمانے کو کیا دینا

مجھ کو خود سے ڈر لگتا ہے

صحرا جیسا گھر لگتا ہے

پریت کی بو چھاڑیں ہیں قاتل

سچ پوچھو تو مجھ کو اب بھی

مر جانے کی آس نہیں ہے

بارش مجھ کو راس نہیں ہے!

اُس کا لہجہ گمبھیر ہو رہا تھا۔ مومی چاہتے ہوئے بھی چپ نہ رہ سکی۔

"ویری گڈ نظم تو اچھی ہے۔ مگر نظم کا پس منظر کیا ہے؟"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"وہ کل بتاؤں گا، جب عینی کو لندن کے لئے ایئرپورٹ چھوڑنے آئیں گے۔" بے خیالی میں وہ اسے بتا گیا تھا۔ مومی چونک اُٹھی۔

"عینی لندن جا رہی ہے؟"

"ہوں۔" آزر نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"کیوں؟"

"اپنے پاپا کو مس کر رہی ہے۔ ویسے بھی وہ لندن جائے گی تو مما اسے وہاں سے رخصت کروا کر بہو بنا کر گھر لائیں گی نا۔"

مکمل توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز رکھے وہ بتا رہا تھا۔ مومی کے اندر جیسے دھڑکتا، مچلتا دل ساکت ہو کر رہ گیا اس کے ہونٹ جیسے مزید کچھ بولنے سے ہی قاصر ہو گئے۔

سُن ہوتے اعصاب کے ساتھ وہ آزر کے ہلکی ہلکی بڑھی ہوئی شیو والے خوب صورت چہرے کو دیکھتی رہ گئی تھی عین اسی لمحے اُس کا سیل بجا تھا۔ کال قرۃ العین کی تھی۔

"ہیلو آزر"!

"ہاں بولو عینی!" ایک ہاتھ سے کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے دوسرے ہاتھ سے سیل کان سے لگایا تھا۔ مومی کا دکھ اور بے زاری مزید بڑھ گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"او یار! اب تو کافی آگے نکل آئے ہیں۔

خیر، یُو ڈونٹ وری۔ میں لاتا ہوں۔" کال ڈراپ کرتے ہوئے اس نے کہا۔ پھر ایک نظر مومی کو دیکھتے ہوئے گاڑی ریورس کر لی۔

"سوری مومی! وہ عینی نے پرسوں سے مجھے کچھ ٹیبلٹس کے لئے کہا ہوا ہے۔ ہارٹ پین ہوتا ہے اسے۔ مگر میں تمہاری وجہ سے اتنا پریشان تھا کہ روز ہی یاد نہیں رہتا۔ وہ بے چاری کیا سوچتی ہو گی۔" کتنی فکر تھی اسے عینی کی۔ مومی بنا اس کے الفاظ پر غور کئے، اپنی خود ساختہ آگ میں جلتی رہی۔ گاڑی ایک مرتبہ پھر پُر ہجوم راستوں پر دوڑ رہی تھی۔ وہ لاتعلق سی بنی بیٹھی رہی۔

"تم یہیں رُکو میں بس دو منٹ میں دوا لے کر واپس آتا ہوں۔" گاڑی ایک شاندار میڈیکل سٹور کے سامنے روکتے ہوئے اس نے بائیں ہاتھ سے آہستہ سے مومی کا گال چھوا تھا۔

"آزر!" وہ ابھی گاڑی سے نکلا تھا کہ اس نے پکار لیا۔

"ہوں۔" وہ پلٹا تھا، جب وہ اچانک ڈوبتے دل کی کیفیت سمجھے بغیر بولی۔

"جلدی آنا۔"

"او کے پاگل ہو تم اور کچھ نہیں۔" ذرا سا مسکراتے ہوئے اس نے سر جھٹکا تھا۔ مومی کی آنکھوں میں آپ ہی آپ نمی اُتر آئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتی

آزر! ایک پل بھی نہیں۔" خوب زور سے پلکیں میچتے ہوئے اس نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا تھا۔ اور یہی وہ لمحہ تھا، جب اس کے کانوں نے ایک زوردار دھماکے کی آواز سنی تھی۔

اسے یوں لگا جیسے اس کی کار بلاسٹ ہو گئی ہو۔ وہ چیخی تھی اور ہر طرف پھیلتے دھوئیں میں اس نے آخری آواز آزر کو دی تھی۔ پھر اس کے بعد اس کا ذہن مکمل اندھیرے میں ڈوب گیا تھا۔

پورے تین روز کے بعد وہ ہوش میں آئی تو اس کا وجود ہاسپٹل کے شفاف بستر پر بے سدھ پڑا تھا۔ اسے پہلی بار آنکھیں کھولنے میں شدید دشواری پیش آئی تھی۔ سارا جسم شدید درد کے حصار میں تھا۔ آنکھ کھلتے ہی سب سے پہلے اس کی آنکھ کے سامنے جو چہرہ آیا تھا، وہ اس کی ماں کا تھا، جو حال سے بے حال دکھائی دے رہی تھیں۔

"مما آزر۔" اُس کے لبوں نے جنبش کی تھی۔ مسز عقیل پھپک کر رو پڑیں۔ "آزر" اس بار اُس نے زیادہ تڑپ کر شدت سے اُسے پکارا تھا۔ تبھی عینی بولی تھی۔

"آزر نہیں رہا مومی! ہی اِز ڈیڈ۔"

"ہی اِز ڈیڈ۔" یہ الفاظ مومی کے ذہن پر کسی ہتھوڑے کی طرح لگے تھے۔ اس کے ذہن پر دباؤ بڑھا تھا اور آنکھیں جیسے پھر سے بند ہونا شروع ہو گئی تھیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس روز کے بعد اسے صحیح معنوں میں ہوش میں آنا نصیب ہوا ہی نہیں۔ جب بھی ہوش میں آتی، چیخنے چلّانے لگتی یا پھر سہم کر گھٹنوں دیواروں کو گھورتی رہتی۔ آزر کی شبیہ اُسے ہر شے میں دکھائی دیتی تھی۔ اُس کا ذرا سا مسکرا کر سر جھٹکنا اُس کے ذہن سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ وہ سارا دن پلکیں موندے لیٹی اس کے لبوں سے ادا ہونے والی نظم "بارش مجھ کو راس نہیں ہے" ذہن میں دہراتی رہتی تھی۔

عینی لندن واپس جا چکی تھی۔ آسیہ بیگم کو بھی یاسر وہیں لے گیا تھا، کچھ ماہ کے لئے۔ مسز عقیل اور عقیل صاحب بھی مومی اور مریم کے ساتھ لندن میں ہی رہے تھے۔ مگر پھر مومی کی طبیعت زیادہ خراب ہونے پر ڈاکٹرز نے جب اس کے لئے فوری شادی کا ایک آپشن رکھا تو وہ فوری پاکستان چلے آئے۔ مومی کو سنبھالنے کے لئے مریم بھی ان کے ساتھ ہی پاکستان چلی آئی تھی۔

پاک سرزمین کی پاک فضا میں اس روز ہاسپٹل کے قریب ہونے والا وہ خودکش حملہ کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔ اس حملے میں ضائع ہونے والی ساری قیمتی جانیں عام لوگوں کی تھیں۔ کسی وزیر، کسی مشیر کا کوئی بیٹا نہیں مرا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

لہٰذا حکومتی سطح پر صرف چند مذمتی جملوں کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوا تھا مگر لوگوں کے جان و مال کے محافظ ان گِدھوں کی حکمرانی میں بے قصور لقمہ اجل بننے والے ان سینکڑوں افراد سے وابستہ جانے کتنے خاندانوں سے زندگی جیسے رُوٹھ گئی تھی۔

اقتدار کے نشے میں چور صرف اپنی عیاشیوں اور آسائشوں کے لئے بے بس مظلوم لوگوں کی جانوں پر سیاست کرنے والوں کے لئے آزر عباس کی ناگہانی موت کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔ مگر مومی کو ساری فضا اس شہزادے کی حادثاتی موت پر سسکیاں لیتی سنائی دیتی تھی۔

رات دھیرے دھیرے اپنا پچھلا سفر طے کر رہی تھی۔

مومی ہال کمرے سے نکل کر، سست روی سے بے خود سی چلتی باہر آ گئی۔

دور آسمان پر سب سے زیادہ روشن دکھائی دینے والا ستارہ آہستہ آہستہ سرکتا اب جیسے عین اُس کے سر پر پہنچ گیا تھا۔ شدید ٹھنڈ کے باوجود اسے اپنے جسم سے ٹکراتے سرد ہوا کے شریر جھونکوں سے کوئی فرق پڑتا محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

مسلسل کئی گھنٹے کھڑے رہنے سے اس کے پاؤں سوج رہے تھے، مگر اسے بھلا اس کا احساس ہی کہاں تھا؟ نم نم سی بھیگی آنکھوں میں پھیلے سرخی کے ڈورے اُسے وحشت ناک بنا رہے تھے۔ سر تھا کہ جیسے درد کی شدت سے پھٹ رہا تھا، مگر وہ بے حس سی کھڑی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس کی سماعتوں میں اب بھی بارود پھٹتا تھا، اب بھی دھماکے کی زوردار آواز اُسے ہوش و حواس سے بے گانہ کر کے رکھ دیتی تھی مگر ایک ہجر کا درد تھا جو جان لیوا ہو رہا تھا۔ آزر کی موت کے بعد اسے یہ پتہ چلا تھا کہ اس کی ممتاز وہ خود تھی۔

دل آویز جعفری۔ وہ تصویر جس سے فرصت کے لمحات میں باتیں کیا کرتا تھا، اسی کی تصویر تھی۔ اس کی موت کے بعد اس کے سارے راز افشا ہو گئے تھے۔ آزر کے اس کے لئے خریدے ہوئے گفٹ امانتاً اُس کی الماری میں اَن چھوئے پڑے تھے۔ اُس کی ادھوری ڈائری جس میں اس کے ہزاروں خواب لفظوں کی صورت دفن تھے۔ آخری وقت میں جو شاپنگ اس نے اس کے لئے کی تھی،

وہ ساری چیزیں بھی گاڑی میں جوں کی توں پڑی رہ گئی تھیں۔ بس ایک رِنگ تھی، جو اس کی پاکٹ میں ہونے کے باعث اسی کے ساتھ ختم ہو گئی تھی۔

"دل آویز" سوید کی آنکھ کھلی تھی۔ وہ پانی پینے کے لئے نیچے کچن میں آیا تھا جب دل آویز کو کمرے میں نہ پا کر ہال کمرے سے باہر نکل آیا مگر وہ اس کی پکار پر نہیں پلٹی تھی۔ تبھی وہ اس کے قریب آیا تھا۔

"دل آویز!" اس بار نرمی سے پکارتے ہوئے اس نے اپنے ہاتھ اس کے شانوں پر دھرے تھے، تبھی وہ حیران حیران سی پلٹی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"اتنی رات گئے یہاں کیا کر رہی ہو؟ کسے ڈھونڈ رہی ہو وہاں آسمان پر؟"

"وہ وہ وہاں ایک ستارہ نہیں ہے مم! میں روز اسے اپنے کمرے کی کھڑکی سے جگمگاتے ہوئے دیکھتی تھی مم! مگر اب وہ وہاں نہیں ہے۔" وہ پریشان دکھائی دے رہی تھی۔ سوید کی نگاہیں بھی آسمان پر جم گئیں۔

"سردی بڑھ رہی ہے دل آویز! اندر چلو۔" کچھ ہی لمحوں میں تھک کر وہ اسے کہہ رہا تھا۔

مومی خالی خالی سی نگاہوں کے ساتھ واپس پلٹ آئی۔

اس رات صبح فجر کی نماز کے قریب کہیں اس کی آنکھ لگی تھی اور پہلی بار اس نے آزر کے ساتھ سوید کو دیکھا تھا۔ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ندی کنارے بیٹھے کچھ کھا رہے ہوتے ہیں۔ سوید، آزر سے گلے مل کر رخصت ہوتا ہے تو وہ مومی کا ہاتھ تھام کر اسے سوید کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ اس کا خیال رکھے۔

سوید، مومی کو ساتھ لے کر رخصت ہوتا ہے تو اس کی گاڑی ایک درخت سے ٹکرا جاتی ہے۔ سوید آزر کا لہولہان چہرہ اس کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے اور وہ چیختی ہے۔ عین اسی لمحے اس کی آنکھ کھل گئی۔ سوید اس وقت اسی کے کمرے میں موجود، کوئی چیز تلاش کر رہا تھا جب وہ فلک شگاف چیخ کے ساتھ بیدار ہو گئی۔ وہ پلٹ کر فوراً اس کی طرف لپکا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"دل آویز آر یو اوکے؟" عبیرہ نیچے کچن میں اس کے لئے ناشتہ تیار کر رہی تھی، مومی کی چیخ پر وہ بھی اوپر چلی آئی۔ دل آویز اب سہمی سہمی سی نگاہوں سے سوید کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

عبیرہ کو سوید کی مومی کے پاس موجودگی تپا گئی تھی۔ وہ خاموشی سے پلٹ گیا۔

"کچھ نہیں۔ میرا کمرہ ہے۔ ایک ضروری فائل لینے آیا تھا۔"

"اوکے، چلو نیچے ناشتہ تیار ہے۔" کہنے کے ساتھ ہی اس نے اپنا بازو سوید کے بازو کے گرد لپیٹ دیا تو مومی مچل کر بیڈ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"نہیں تت تم کہیں نہیں جاؤ گے۔"

اس کا ذہن اب بھی خواب والے حادثے کے حصار میں تھا۔ عبیرہ حیران حیران سی سلگ اُٹھی۔

"یہ کیا بکواس ہے؟ تم تو کہتے تھے، یہ پاگل ہے۔ پھر یہ اُلفت، یہ استحقاق میری آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہو نا تم؟"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے عبیرہ! میں تو ابھی کمرے میں آیا ہوں۔ یہ شاید خواب میں ڈر گئی ہے، اسی لئے ایسا کہہ رہی ہے۔" نرمی سے کہتے ہوئے اس نے عبیرہ کو اپنے حصار میں لیا تھا جب مومی بول اُٹھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"آزر! تت تم اس کے نہیں ہو۔ مجھے سب پتہ چل گیا ہے۔ تت تم صرف میرے ہو۔ تت تم کہیں نہیں جاؤ گے۔ وہاں آگ ہے۔ تم وہاں نہیں جاؤ گے۔" اس کی گردن اور پیشانی پسینے سے تر تھی۔ سوید شرمندہ اور حیران سا اسے دیکھتا رہ گیا جو اس کا دوسرا بازو تھام رہی تھی۔ عبیرہ کا دماغ گھوم گیا۔

"سن لیا، کیا کہہ رہی ہے یہ پاگل۔ اب بھی کچھ کہنے کے لئے ہے تمہارے پاس؟" وہ چلّائی تھی۔ مومی اُس کے احساسات سے قطعی بے نیاز سوید کے بازو سے لگ گئی۔

"رہو اسی کے ہو کر۔ مجھے بٹی ہوئی محبت نہیں چاہئے۔" کینہ توز نگاہوں سے وہ دونوں کو دیکھتے ہوئے تلخی سے کہتی کمرے سے نکل گئی تھی۔

سوید نے بے زاری سے اپنا بازو مومی کی گرفت سے چھڑا کر اسے قریبی بیڈ پر دھکیل دیا۔

"پاگل ہو پاگل ہی رہو۔ مجھے پاگل مت کرو پلیز! کتنی بار کہوں کہ میں تمہارا آزر عباس نہیں ہوں۔" تنفر سے کہہ کر وہ فوری کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ مومی کی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ پھیلا اور بائیں گال پر لڑھکتا ہوا ہونٹوں میں جذب ہو گیا۔

عقیل صاحب اپنی وائف اور مریم کے ساتھ لندن روانہ ہو گئے تھے۔

روانگی سے تین روز قبل ہی دل آویز، عقیل منزل میں چلی آئی تھی، جہاں مریم زیادہ وقت اسے اپنے ساتھ رکھے ہوئے اس سے آزر کی باتیں کرتی رہی تھی۔ اسی روز وہ مومی کو آزر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کے خوابوں کے نگر اُس کے زیر تعمیر تاج محل میں لائی تھی، جس کے بارے میں صرف مریم ہی جانتی تھی۔ اس نے مومی کو آزر کے کمرے میں اس کے لئے رکھی چیزیں اور وہ تصویر بھی دکھائی، جس سے مومی کی بدگمانیاں آزر کے لئے بڑھی تھیں۔

تاج محل میں ایک مرتبہ پھر مومی کی حالت شدید بگڑ گئی تھی، تبھی مریم کو مجبوراً سوید کو کال کر کے اسے وہاں بلوانا پڑا۔ وہ ایک ضروری میٹنگ میں مصروف تھا، مریم کی کال پر پہلی فرصت میں وہاں پہنچا اور پھر دونوں مل کر اسے ہاسپٹل لائے۔ سوید نے اپنا سیل آف کر دیا تھا جس سے عبیرہ کی اُلجھن بڑھی تھی۔ وہ دن میں جب تک اسے پچاس فون نہیں کر لیتی تھی، اسے سکون نہیں ملتا تھا۔ آج کل تو ویسے بھی وہ تخلیق کے عمل سے گزر رہی تھی۔

لہٰذا سوید خود ہی سارا دن اس سے رابطے میں رہتا اور اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا۔ تاہم اس روز مومی کی حالت ہی اتنی بگڑ گئی تھی کہ اسے مجبوراً عبیرہ کی خفگی سے بچنے کے لئے اپنا سیل آف کرنا پڑا۔

دن کے بعد شام بھی ڈھل گئی تھی۔ عبیرہ کی طبیعت بگڑنا شروع ہو گئی۔ ادھر مریم جو اپنا سامان بھی پیک کر چکی تھی، تاج محل کی ادھوری تعمیر کے بارے میں سوید کو سب کچھ بتاتے ہوئے بولی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"یہ گھر مومی کی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے سوید بھائی! اسی لئے اس کی طبیعت اتنی خراب ہوئی۔ آپ دعا کیجئے، اسے سکون کی زندگی تو نصیب نہیں ہوئی، سکون کی موت ہی نصیب ہو جائے۔" وہ ازحد آزردہ تھی۔

سوید گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ رات خاصی تاخیر سے وہ گھر واپس لوٹا تو چوکیدار سے حالات کا پتہ چلا۔

عبیرہ کی طبیعت بگڑ گئی تھی اور راحیلہ بی اس سے رابطے کی تمام تر کوشش کے بعد ناکام ہو کر اکیلی ہی اسے ہاسپٹل لے گئی تھی۔ سوید کے پاؤں تلے سے زمین نکلی تھی۔ تھکن سے چور اس نے چوکیدار سے ہاسپٹل کا پوچھا اور فوراً گاڑی نکال لی۔

عبیرہ ابھی لیبر روم سے باہر تھی۔ ڈاکٹرز کے مطابق اس کی ڈلیوری بغیر میجر آپریشن کے ممکن نہیں تھی۔

وہ رو رہی تھی جب سوید آزر اس کے پاس پہنچا۔

"بیہ! بیہ! ایم سوری۔ میں ایک مسئلے میں پھنس گیا تھا۔ سیل کے سگنل بھی کام نہ کر رہے تھے۔ تم ٹھیک ہو نا؟"

"ابھی تو ٹھیک ہے۔ مگر ڈاکٹرز نے ڈلیوری کے لئے میجر آپریشن کا کہا ہے۔" راحیلہ بی کے لہجے میں ہلکی سی خفگی تھی۔ وہ بھی پریشان ہو گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"لیکن اس سے پہلے تو ڈاکٹرز سب ٹھیک ہے کی رپورٹ دیتے رہے ہیں۔" "ڈاکٹرز کا کیا ہے۔ جب چاہیں سیاست دانوں کی طرح اپنا بیان بدل لیں۔

تمہارے پاپا شہر سے باہر ہیں۔ میں اکیلی عورت کیا کیا کروں؟" "ایم سوری مما! میں واقعی ایک مسئلے میں پھنس گیا تھا۔ وگرنہ آپ تو جانتی ہیں، میری بیہ میں میری جان ہے۔"

عبیرہ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے اس نے پھر اسے اپنی محبت کا یقین دلایا تھا۔ تبھی ڈاکٹرز نے آپریشن کا اعلان کر دیا۔

"بیہ! پلیز کوئی ٹینشن مت لینا۔ اللہ ہے نا ہمارے ساتھ۔ وہ سب بہتر کرے گا۔

جب تک میں زندہ ہوں، میری بیہ کو معمولی سی تکلیف بھی نہیں چھو سکتی۔ میں میں یہیں ہوں۔ بس جلدی سے جاؤ اور ہمارا بے بی لے آؤ۔" لیبر روم سے باہر وہ اسے حوصلہ تھما رہا تھا۔ اس پر بے تحاشا پیار لٹا رہا تھا۔ اسی پل عبیرہ نے لب کھولے تھے۔

"سوید! ایم سوری۔ میں نے تمہیں بہت تنگ کیا ہے۔ تمہیں پوجنے کی حد تک چاہنے کے باوجود بڑے امتحان لئے ہیں تم سے۔ آج امتحان دینے کی باری میری ہے۔ مم مجھے معاف کر دینا۔ میں نے میں نے تمہیں دل آویز سے دُور رکھا۔ اپنے اللہ کی گنہگار ہوئی اپنے چھوٹے ظرف سے مجبور اس کے احکامات کی نافرمانی کی۔ وہ وہ ہر چیز پر قادر ہے آزر! وہ نوازنا بھی جانتا ہے اور لینا بھی۔ اگر اگر میں واپس نہ آ سکی تو پلیز"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"چپ کر جاؤ بیہ! نہیں تو میرا دل پھٹ جائے گا۔ میں نے کہا نا، تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ تم میری زندگی ہو بیہ! میرے لئے جیو گی۔" اس پر جھکا اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں لئے وہ اسے پیار کر رہا تھا۔

عبیرہ پُر سکون سی، لبوں پر پھیکیسی مسکراہٹ سجائے لیبر روم میں چلی گئی۔ سوید آزر اس لمحے دل آویز جعفری کا درد بہ خوبی سمجھ سکتا تھا۔ مگر اسے اس پر غصہ آ رہا تھا۔ نہ اس کی حالت بگڑتی، نہ وہ اتنی دیر تک اپنی عبیرہ سے دُور رہتا۔

اس کے لب مسلسل درود پاک کا وِرد کر رہے تھے۔

اس نے ڈاکٹر سے کہہ دیا تھا کہ وہ انہیں منہ مانگی رقم ادا کرے گا، مگر اس کی بیوی کو کچھ نہیں ہونا چاہئے۔ تقریباً تین گھنٹے کے بعد آپریشن روم کا دروازہ کھلا تھا اور اسے صحت مند بیٹے کی ولادت کے ساتھ ساتھ بیوی کی زندگی کی نوید ملی تھی۔

اللہ رب العزت کے حضور مانگی گئی اس کی دعائیں رد نہیں ہوئی تھیں۔

وہ خوش تھا۔ اتنا خوش کہ ہاسپٹل کے پورے عملے کو اس نے پیسوں سے خوش کر دیا تھا۔

عبیرہ کمرے میں شفٹ ہونے کے بعد ہوش میں آئی تو اس کی خوشی کا بھی کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ گو جسم ابھی درد کے حصار میں تھا، مگر وہ اپنے بچے کو فوری فیڈ کروانے کی خواہش مند

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

تھی۔ راحیلہ بی کے پاؤں مارے خوشی کے زمین پہ نہ ٹکتے تھے۔ جانے کیوں اس موقع پر ان کی آنکھیں پھر سے فضیلہ بی کو یاد کر کے آبدیدہ ہو گئی تھیں۔

"سوید! اللہ رب العزت نے ہم پر بڑا کرم کیا ہے۔ میرے بیٹے کا وارث دنیا میں آ گیا۔ بس اب یہاں سے فارغ ہو کر تم پہلا کام اس لڑکی کو طلاق دینے کا کرو گے۔ جو نہ چاہتے ہوئے بھی ہماری پُر سکون زندگی میں گھس آئی ہے۔"

راحیلہ بی کا اشارہ دل آویز کی طرف تھا۔ سوید کی نگاہ عبیرہ کی نگاہ سے ملی اور پھر فوراً جھک گئی۔

"ٹھیک ہے امی! میرے بیٹے کو دیکھیں، ایک ایک نقش میرا چرایا ہے اس نے۔"

"ہوں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں۔ بہو کو گھر کب تک لے جا سکیں گے؟"

"آج ہی لے چلتے ہیں۔ میں اپنی بیہ کو مزید یہاں اس بستر پر نہیں دیکھ سکتا۔" پُر شوق نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوا وہ اُٹھا اور ڈاکٹرز سے بات کرنے کے لئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

تبھی راحیلہ بی، عبیرہ کے قریب آئی تھی۔

"عبیرہ! سب ٹھیک ہے نا بیٹی؟"

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ہوں، بس درد بہت ہو رہا ہے اور ٹانگیں بھی سُن سی محسوس ہو رہی ہیں۔"

"کمزوری ہے نا۔ چلو، میں دبا دیتی ہوں۔"

"نہیں۔" وہ کچھ پریشان سی تھی۔

آپریشن کے بعد سے بلیڈنگ ایک منٹ کے لئے بھی نہیں رُکی تھی۔ اور یہ بات اس نے سوید کو بتائی تھی۔

"میں ڈاکٹرز سے بات کرتا ہوں۔ تم ٹینشن مت لو۔" اپنائیت سے اس کا ہاتھ تھپتھپا کر وہ پھر روم سے باہر نکل گیا تھا۔ ڈاکٹر فرزین نے اس کی شکایت پر عبیرہ کا چیک اپ کیا تو ٹھٹک گئی۔

"سوری مسٹر سوید! ہمیں آپ کی وائف کا دوبارہ آپریشن کرنا پڑے گا۔ میرا خیال ہے ڈاکٹر ناہید ذمہ داری سے اپنا فرض انجام نہیں دے سکیں۔ فوری چار بوتل خون کا انتظام کیجئے پلیز۔"

ڈاکٹر فرزین اس کے ایک قریبی دوست کی بھابی تھیں، تبھی انہوں نے وہ بات بتا دی تھی، جو عموماً انسانیت کے یہ مسیحا اپنی غلطیاں اور گناہ چھپانے کے لئے اپنی بے احتیاطی کا شکار ہونے والے مریضوں کو کبھی بتانے کا رِسک مول نہیں لیتے۔ سوید کے چہرے کی ہوائیاں ایک مرتبہ پھر اُڑی تھیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

آپریشن کے دوران ڈاکٹر ناہید نے ذرا سی لاپروائی کے باعث غلط آنت کاٹ کر عبیرہ کی زندگی کو خطرے سے دوچار کر دیا تھا، جس کا پتہ انہیں تیسرے روز لگا تھا، جب عبیرہ کے آدھے جسم کا خون بہہ گیا تھا۔

راحیلہ بی، دل آویز جعفری کو سوید کی زندگی سے بے دخل کرنا چاہتی تھیں مگر کاتبِ تقدیر نے اس سے قبل ہی کہانی اپنی رضا سے ترتیب دے ڈالی تھی۔ سوید خون کا انتظام کر رہا تھا اور ادھر دوبارہ آپریشن کے دوران عبیرہ زندگی کی بازی ہار گئی۔

ملک میں روزانہ ڈاکٹرز کی لاپروائی کے باعث پیش آتے حادثات میں وہ بھی ایک معمولی سا حادثہ تھا جس سے کہیں کسی ملکی نظام میں کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ مگر اس ایک حادثے نے کسی ایک شخص سے اس کے زندہ رہنے کا مقصد ہی چھین لیا تھا۔

نہ کہیں کوئی آسمان پھٹا، نہ صدائے احتجاج بلند ہوئی اور سوید کی بیہ اپنے سارے ارمان دل میں لئے اسے اپنی محبت کی نشانی دے کر ہمیشہ کے لئے ابدی نیند سو گئی۔ سوید کتنے ہی دنوں تک چوبیس گھنٹے کمرے میں بند پڑا روتا رہا تھا۔ ڈاکٹر ناہید کے خلاف اس نے ایف آئی آر کٹوا کر اسے عبرت ناک سزا بھی دلوائی تھی مگر اس کے باوجود وہ دل جو پھٹ چکا تھا، دوبارہ کسی طور نہ سل سکا۔

راحیلہ بی اس اچانک حادثے سے الگ بستر کی ہو کر رہ گئی تھیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ایسے میں دل آویز جعفری نے سوید آزر کے بیٹے کو سنبھالا تھا۔ زمانے کے سرد و گرم سے بے نیاز، وہ نیم پاگل سی لڑکی، اس ننھے کومل سے پھول کو روتے دیکھ کر تڑپ اُٹھی تھی۔

سوید اُس روز درد سے پھٹتے سر سے مجبور ہو کر کمرے سے باہر نکلا تو اپنے بیٹے کو اس کم گو سی لڑکی کی آغوش میں سکون سے سوتے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ دل آویز نے ہلکی سی آہٹ پر سر اٹھا کر دیکھا، وہ سرخ آنکھوں اور بھیگے ہوئے چہرے کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"آزر"! اس کے لب ہلے تھے۔ سوید آزر کے اندر کوئی سسک اُٹھا۔

"ہاں۔ میں آزر ہی ہوں۔ وہ آزر جو مر چکا ہے۔" دل آویز اس کے قریب آئی تھی اور پھر بہت اپنائیت سے اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تھا۔

"آؤ میں سلا دوں۔" اس نے آفر کی تھی۔

سوید جو بے سکونی سے تنگ آ چکا تھا، اس کی آفر پر آنسو پیتے ہوئے پلکیں موند گیا۔ عبیرہ کے بعد اس رات پہلی بار وہ بہت پُر سکون ہو کر سویا تھا۔ دل آویز کی آغوش کے لمس نے اسے ایک عجیب سے سرور سے متعارف کروایا تھا۔ جبکہ وہ چپ چاپ بے آواز دل ہی دل میں روتی رہی۔

****

سوید آزر کی آنکھ گہری نیند سے کھلی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اس کا دو سالہ بیٹا اس کے سینے سے لگا مزے کی نیند سو رہا تھا۔ مگر دل آویز اپنی جگہ پر نہیں تھی۔ وہ اُٹھا تھا اور بستر چھوڑ کر بیڈ روم سے ملحقہ ٹیرس کی جانب چلا آیا تھا، جہاں اس کی توقع کے عین مطابق سادہ سے کپڑوں میں ملبوس دل آویز جعفری خاموش کھڑی، ذرا سا سر اٹھائے اوپر آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ وہ گہری سانس بھرتا آگے بڑھا اور چپکے سے اس کے پہلو میں جا کھڑا ہوا۔

"دل آویز"! بھرپور محبت کے ساتھ بہت قریب سے پکارا تھا اُس نے۔ وہ اُس کی پکار پر چونک کر پلٹی۔

"اب بھی اس ستارے کو رات میں اُٹھ اُٹھ کر تلاش کرتی ہو پاگل!"

"نن نہیں۔" وہ ذرا سی نروس ہوئی تھی۔ پھر سر جھکاتے ہوئے نم لہجے میں بولی۔ "وہ ستارہ جسے دیکھنے کی میں عادی تھی، وہ تو کب کا ٹوٹ چکا۔" پلک جھپکنے کے ساتھ ہی اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر گرا تھا۔ سوید آزر نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

"پھر یوں گہری نیند سے اُٹھ کر یہاں کسے تلاش کر رہی ہو؟" اس کا لہجہ گمبھیر ہوا تھا۔ دل آویز اس کے مضبوط بازو پر سر ٹکا کر سکون سے پلکیں موند گئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ایک نئے ستارے کو آزر! جس کی روشنی کے لئے اس ٹوٹے ہوئے ستارے نے قربانی دی تھی۔" اس کے لہجے کی نمی سوید آزر کا دل جکڑ گئی تھی۔ اس نے ذرا سی گردن گھما کر ایک نظر سامنے لگے وال کلاک پر ڈالی، جہاں رات کے بارہ بجنے میں کچھ ہی سیکنڈز باقی تھے۔

"دل آویز۔" اس بار اس کی پکار میں زیادہ محبت تھی۔ وہ آہستہ سے اس کے بازو سے سر اُٹھا گئی۔

"ہوں۔"

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔" وہ چونکی تھی اور حیرانی سے اسے دیکھنے لگی تھی۔

"آپ کو کیسے یاد رہا کہ آج"

"یاد رہتا نہیں اچھی لڑکی! یاد رکھنا پڑتا ہے۔"

"اچھا تو پھر پچھلے سال یاد کیوں نہیں رکھا؟" اس نے گلہ کیا تھا۔ وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

"پچھلے سال میں آزر کب تھا دل! پچھلے سال تو میں سوید تھا۔ عبیرہ کا سوید۔"

"ہوں۔ آپ مرد لوگ بڑے بے وفا ہوتے ہیں۔ فقط چند دنوں میں اس لڑکی کو بھی بھول جاتے ہیں جو آپ کی خوشی کے لئے اپنی جان پر کھیل جاتی ہے۔" اس کا مقصد سوید کو ہرٹ کرنا نہیں تھا مگر وہ ہرٹ ہو گیا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"صحیح کہتی ہو تم۔ میں خود بھی سوچتا ہوں تو خود سے شرمندگی ہوتی ہے کہ میں اس کے بعد زندہ کیوں رہا۔

مر کیوں نہیں گیا اس کے ساتھ۔ مگر کیا کروں کوئی خودکش حملہ،، کوئی بم دھماکہ، کوئی کار ایکسیڈنٹ مجھے نگلتا ہی نہیں۔" وہ اندر سے اب بھی زخمی تھا۔ دل آویز تڑپ کر رہ گئی۔

"ایم سوری آزر! میرا کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا۔ پچھلے دو سال میں جیسے ہم ایک دوسرے کے قریب آئے ہیں، جیسے ہم نے تقدیر کے لکھے پر صبر کرتے ہوئے ایک دوسرے کو سمجھا ہے، وہ میں ہی جانتی ہوں۔

بہت ناز اٹھائے ہیں پچھلے دو سال میں، میں نے آپ کے۔ اپنا آزر سمجھ کر بہت خیال رکھا ہے آپ کا۔ اور آپ نے بنا مجھ پر اور میری دیوانگی پر ترس کھائے ذرا ذرا سی بات پر برہم ہو کر، بے قصور، بے حساب تھپڑ مارے ہیں۔

دو سال لگ گئے مجھے اس حقیقت کا یقین کرنے میں کہ میں جسے اپنا آزر عباس سمجھ رہی ہوں۔ وہ آزر عباس نہیں ہے۔ وہ صرف سوید آزر ہے۔ عبیرہ کا سوید آزر۔ مجھے محبوب کے ساتھ ساتھ شوہر کا ساتھ بھی بٹا ہوا ہی ملا۔ اور اب جبکہ ہمیں ایک ہی دکھ میں جیتے ہوئے اڑھائی سال ہو گئے ہیں، میں یہ جان گئی ہوں ہمارے لئے اپنے ماضی کو یکسر فراموش کر دینا ممکن نہیں۔ لیکن اگر اسی ڈھب سے جینا نصیب ٹھہرا تو کیوں نا رب کی رضا میں راضی ہو کر

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

میں آپ کے لئے آپ کی عبیرہ بن جاؤں اور آپ آپ میرے لئے میرے آزر۔" وہ سنجیدہ تھی۔ آزر نے سر بیڈ کی پٹی سے ٹکا دیا۔

"سو جاؤ دل آویز! مجھے نیند آ رہی ہے۔"

"مگر مجھے نیند نہیں آ رہی پچھلے کئی سالوں سے۔"

اُس کی آواز پھر بھرّائی تھی۔ سوید آزر خاموش لیٹا رہا۔

عبیرہ کی رحلت کے بعد اس لڑکی نے جیسے اس کی بکھری ذات کو سمیٹا تھا۔ وہ واقعی اس کا معترف تھا۔

اس نے نہ صرف سوید کی نفرت سہی تھی، بلکہ اس کے اور عبیرہ کے بیٹے کے لئے اپنا غم بھی بھول گئی تھی۔

وقت کے ساتھ ساتھ اس کا پاگل پن بھی جاتا رہا تھا۔ آزر عباس کی ذات سے اس کی دیوانگی میں بھی کمی آتی گئی تھی۔ ہر دکھ، ہر حقیقت سے بے نیاز ہو کر اس نے اپنی زندگی کا محور صرف ننھے سعد کو بنا لیا تھا۔

جو اس ماں کا بیٹا تھا، جسے اس لڑکی سے نفرت تھی۔ مگر پھر بھی وہ اپنی ذات کو پس پشت ڈالے، سگی ماں کی طرح اسے پال رہی تھی، لبوں پر خاموشی کا قفل لگائے، بِنا کسی واہ واہ کی تمنا کئے اس نے راحیلہ بی جیسی پتھر عورت کا دل بھی جیت لیا تھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

پورے دو سال بعد سوید آزر کو اپنی زندگی میں اس کی اہمیت کا احساس ہوا تھا۔ عبیرہ نے ہاسپٹل میں آپریشن سے پہلے جو چند باتیں اس سے کی تھیں، وہ باتیں اب اس کے اندر نئے احساسات کو جنم دے رہی تھیں۔ دل آویز جعفری نے اس سے پچھلے دو سال کے کسی لمحے کا حساب نہیں لیا تھا مگر اب وہ خود کو تعلق نبھانے کے بجائے تعلق کو مضبوط بنانے کے لئے تیار کرتے ہوئے اپنا احتساب کر رہا تھا تو دل آویز نامی اس لڑکی کے بہت سے قرض اس پر واجب ہو رہے تھے۔

وہ بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ جبکہ وہ بیڈ کے ایک کونے پر ٹکی بہت اُداسی سے پلکیں موند گئی تھی!

* * * * * * * * * * * * *

اگر یہ جان جاؤ تم، کوئی کیسے اُجڑتا ہے
کوئی کیسے بکھرتا ہے
تو میرے پاس آنا تم، میری بنجر ہوئی آنکھوں میں
جلے خواب کو تکنا، ان کا مرثیہ سننا
اگر ایسا ممکن نہیں تو میری زندگی
کی ڈائری کو کھول کر پڑھنا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

کہ اس کے ہر ورق پر آنسوؤں سے بات لکھی ہے
جو تم سے کہہ نہیں پائی، وہی ہر بات لکھی ہے
تمہاری چاہتوں کے نام اپنی ذات لکھی ہے
اگر یہ ڈائری پڑھ کر بھی تم انجان بنتے ہو
تو اس کا ہے یہی مطلب
میری سب التجائیں بس ہواؤں میں معلق ہیں
ابھی کچھ وقت باقی ہے، بدل جاؤ، پگھل جاؤ
کہیں ایسا نہ ہو، یہ وقت ہاتھوں سے نکل جائے
ہماری آرزوئیں اپنا رستہ ہی بدل جائیں

وہ کمرے میں نہیں تھی۔ مگر اُس کی ڈائری ضرور سوید کے ہاتھوں میں تھی، جس نے بیدار ہوتے ہی اسے اپنے کاموں میں اُلجھا کر رکھ دیا تھا۔

مومی کی ڈائری میں تحریر تازہ نظم بار بار پڑھنے کے بعد مبہم سا مسکراتے ہوئے وہ آئینے کے سامنے آیا اور اپنی تیاری کو فائنل ٹچ دینے لگا۔

"آپ کہیں جا رہے ہیں؟" مومی ناشتہ لے کر کمرے میں آئی تو پوچھ بیٹھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"ہوں۔ بہت ضروری کام ہے۔ تم ایسا کرو، میری واپسی تک شام میں اچھی طرح تیار ہو جانا۔ آج تمہاری سالگرہ کی خوشی میں بہت زبردست سرپرائز دینے والا ہوں میں تمہیں۔"

"لیکن یہ ناشتہ"

"یہ تم کرو گی۔ اور چلو، شام میں بتاؤں گا۔ بائے"! اس کے گال پر ہلکی سی چٹکی لیتے ہوئے وہ اپنے بیٹے کو جھک کر پیار کرتا، کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ مومی گھر کے کام کاج سے فارغ ہو کر ابھی اپنے بیٹے کو تیار کر رہی تھی، جب وہ واپس چلا آیا۔

"تم ابھی تیار نہیں ہوئیں؟"

"نہیں وہ، میں"

"بس کوئی وضاحت نہیں۔" وہ رُوٹھ کر اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھا تھا جب وہ پریشان سی پیچھے لپکی۔

"سوید! میری بات سنیں۔ میں اصل میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی۔ آپ سے ڈریس پسند کروانا تھا۔" اپنی پریشانی اور روانی میں وہ جان ہی نہ سکی کہ اس نے کیا کہا ہے۔ سوید خوشگوار حیرت سے پیچھے پلٹا۔

"کیا کہا؟ پھر سے کہنا ذرا پلیز۔"

"مم میں تیار ہو کر آتی ہوں۔" گھبرا کر کہتی وہ فوراً کمرے سے بھاگ گئی تھی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

ہلکے پھلکے کام والے کپڑوں میں ہلکی پھلکی تیار ہو کر جس وقت سوید کی ہدایت پر وہ باہر گاڑی کی طرف آئی، سوید سیل فون پر کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔ دل آویز کے گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے فون آف کر دیا۔

"کس کا فون تھا؟"

"میری ایک دوست کا۔ بہت پسند کرتی ہے مجھے۔ سوچا چلو آج تم سے بھی ملوا ہی دوں۔"

اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ دل آویز کے لبوں کو چپ لگ گئی۔

"آؤ۔" تقریباً بیس منٹ بعد گاڑی ایک جھٹکے سے رُکی تو سوید کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔ مگر یہ کیا، گاڑی سے قدم باہر رکھتے ہی اس کا جسم جیسے پتھر ہو گیا تھا۔

"یہ یہ آزر عباس"

"ہوں، یہ اسی کا تاج محل ہے۔ وہ تاج محل، جس سے اس کے ہزاروں خواب جڑے تھے مگر بے رحم موت نے اسے اتنی مہلت ہی نہ دی کہ وہ اس خوابوں کے نگر کو تکمیل تک پہنچا سکتا۔ مجھے مریم نے اس کے بارے میں بتایا تھا۔ اسی سے یہ بھی پتہ چلا کہ یہ محل میری مومی کے نام ہے۔

اسی لئے صرف اور صرف تمہاری خوشی کی خاطر میں نے اس ادھوری عمارت کو آزر کی اُمنگوں اور خوابوں کے عین مطابق مکمل کروالیا ہے اور اب میری مومی گڑیا اسی محل میں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

رہے گی۔ کیوں، ہے ناشاندار گفٹ اور سرپرائز۔" وہ مسرور تھا۔ مومی وہیں کھڑے کھڑے رو پڑی۔

"ارے یہ کیا کر رہی ہو؟ ابھی کوئی پاس سے گزرے گا تو سمجھے گا، میں اتنی خوب صورت لڑکی کو کڈنیپ کر لایا ہوں۔ اندر چلو۔ پھر جو دل چاہے کر لینا۔" وہ لپک کر پاس آیا تھا جبکہ اس کی بانہوں میں مقید اُس کا بیٹا بھی ہمک کر مومی کی طرف آنا چاہ رہا تھا۔ وہ سوید سے بچے کو لے کر چپ چاپ اندر بڑھ آئی۔ تبھی وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے بولا تھا۔

"کل ماں اور بابا بھی شہر آ رہے ہیں اور آج آج رات میں کسی بھی وقت عقیل انکل، آنٹی اور مریم کی آمد بھی متوقع ہے۔ سب یہیں آئیں گے تم سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے۔"

"مجھ سے دو دو ہاتھ کیوں؟" وہ بولی نہیں تھی مگر اُس نے اُلجھن آمیز نگاہوں سے سوید کو دیکھا ضرور تھا، وہ اس کے ساتھ چلتے چلتے رُک کر مسکرا دیا۔

"پچھلے دو سالوں میں میری سالگرہ پر تم نے مجھے سوائے ایک پیالی چائے کے اور کچھ بھی نہیں دیا ہے۔ ایک کیوٹ سی، پیاری سی بیٹی بھی نہیں دی تو دو دو ہاتھ کرنا تو فرض ہوا ان پر۔" وہ اب پُر شوق نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مومی کا دل زور سے دھڑک اُٹھا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

"چلو یہیں کیک کاٹتے ہیں۔ پھر میں تم سے اپنی پسند کی ٹریٹ لوں گا۔ اس کے بعد پھر اپنے ہاتھوں سے وہ نیکلس پہناؤں گا، جو سعد کی پیدائش پر بڑی چاہ سے کسی اور کے لئے خریدا تھا اور پھر مہمانوں کو لینے ایئرپورٹ جائیں گے، پھر اس کے بعد" مومی کا ہاتھ تھامے چہرہ اس کے قریب کئے وہ اسے اپنی پلاننگ بتا رہا تھا اور وہ کانپ رہی تھی۔ سر اٹھا کر سوید کی نگاہوں میں دیکھنا اس کے لئے دشوار ہو گیا تھا۔

"سوید! مم میں" ذرا سی ہمت کرتے ہوئے اس کے لبوں نے ہلکی سی جنبش کرنے کی کوشش کی تھی جب سوید نے اپنا ہاتھ اس کے ہونٹوں پر رکھ دیا۔

"اب نہیں مومی! کوئی ایکسکیوز، کوئی بہانہ نہیں۔" وہ اپنا کنٹرول کھو رہا تھا۔ مومی گھبرا کر، سرسری سی ایک نگاہ اس پر ڈالتی، سر جھکا گئی کہ اب واقعی فرار کی ساری راہیں مسدود ہو چکی تھیں۔ وہ تاج محل جہاں آزر عباس کے خواب دفن تھے، اسی تاج محل میں ایک نئی زندگی، اپنے نئے خوابوں کے ساتھ اس کی منتظر تھی اور اسے اس بار خوابوں کی اُنگلی تھام کر ان کے پیچھے چلنا تھا۔

ختم شد

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com